ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۱ر جمادی الاوّل ۱۳۸۸ھ

۱۶ر اگست ۱۹۶۸ء

[illegible] مطبوعات انجمن خدام الدین ◉ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: لَا یَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَکٰی مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ حَتّٰی یَعُوْدَ اللَّبَنُ فِی الضَّرْعِ وَلَا یَجْتَمِعُ عَلٰی عَبْدٍ غُبَارٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ؛

ترجمہ :- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا کے خوف اور خشیتہ سے رویا، وہ ہرگز جہنم میں داخل نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک کہ دودھ نکال لینے کے بعد پھر دودھ تھن میں لوٹ جائے اور خدا کے راستے کا غبار اور جہنم کا دھواں دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔ (یعنی جو اس غبار میں آلودہ ہو چکا ہے وہ اس دھوئیں سے آلودہ نہ ہوگا) ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "عَیْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَیْنٌ بَکَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ

ترجمہ :- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرما رہے تھے کہ دو آنکھیں ایسی ہیں کہ ان کو دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں رات بھر پہرہ دیا ہو۔ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن ہے۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ خَالِدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَهَّزَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِیًا فِیْ اَهْلِهٖ بِخَیْرٍ فَقَدْ غَزَا، مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ: حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستہ میں غازی کو سامان (جہاد) دیا تو وہ بھی غازی ہے اور جس نے غازی کے اہل و عیال کی اس کے پیچھے خبر گیری کی تو وہ بھی غازی ہے (یعنی ان کے ثواب میں شامل ہے) بخاری و مسلم)

عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسْطَاطٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَمَنِیْحَةُ خَادِمٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ طَرُوْقَةُ فَحْلٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

ترجمہ :- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمام صدقات میں بہتر صدقہ اللہ کے راستہ میں سایہ کے لئے ایک خیمہ دینا اور ایک خادم اللہ کے راستہ میں (جہاد کرنے والے کو) دینا اور ایک نوجوان اونٹنی اللہ کے راستہ میں (مجاہد) کو دینا ہے۔ ترمذی نے اس روایت کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ فَتًی مِنْ اَسْلَمَ قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْغَزْوَ وَلَیْسَ مَعِیْ مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ قَالَ "اِئْتِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ قَدْ کَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ" فَاَتَاهُ فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ وَیَقُوْلُ: اَعْطِنِی الَّذِیْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ قَالَ: یَا فُلَانَةُ اَعْطِیْهِ الَّذِیْ کُنْتُ تَجَهَّزْتُ بِهٖ وَلَا تَحْبِسِیْنَ مِنْهُ شَیْئًا فَوَاللّٰهِ لَا تَحْبِسِیْ مِنْهُ شَیْئًا فَیُبَارَکَ لَکِ فِیْهِ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ اسلم کے ایک نوجوان نے عرض کیا یا رسول اللہ میں جہاد کو جانا چاہتا ہوں مگر میرے پاس سامان نہیں ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم فلاں شخص کے پاس جاؤ اس نے (جہاد پر جانے کی) تیاری کی تھی مگر بیمار ہو گیا۔ حسب الحکم وہ نوجوان وہاں گیا اور جا کر کہا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم کو سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو کچھ جہاد کا سامان تم نے تیار کیا ہے وہ مجھے دے دو۔ اس نے (اپنی بیوی سے) کہا۔ اے فلانہ! جو کچھ میں نے سامان تیار کیا تھا وہ اس کو دے دے اور اس میں سے کوئی چیز بچا کر نہ رکھنا کیونکہ خدا کی قسم نہیں روکے گی تو اس میں سے کوئی چیز، مگر یہ کہ اس میں تجھ کو برکت عطا نہ کی جائے گی۔ (مسلم)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اِلٰی بَنِیْ لَحْیَانَ فَقَالَ: "لِیَنْبَعِثْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَیْنَهُمَا"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ لِیَخْرُجْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ رَجُلٌ" ثُمَّ قَالَ لِلْقَاعِدِ "اَیُّکُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِیْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ بِخَیْرٍ کَانَ لَهٗ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ ؛

ترجمہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ (جہاد کے لئے)، قبیلہ بنی لحیان کی طرف روانہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی (جہاد کے لئے)، جائے، اور ثواب ان دونوں کو ملے گا (مسلم)، اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ (آپ نے فرمایا) کہ ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد کے لئے نکلے۔ پھر گھر پر رہنے والے سے آپ نے فرمایا کہ تم میں سے جو کوئی جہاد پر جانے والے کے پیچھے اس کے اہل و عیال اور مال کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا اس کو مجاہد کے ثواب کا نصف حصہ ملے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۴ | ۱۲ر جمادی الاوّل ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۶ر اگست ۱۹۶۸ء | شمارہ ۱۵

اسرائیل سے نمٹنے کا واحد مؤثر طریقہ

روسی نمائندے نے اردن کی درخواست پر بلائے گئے سلامتی کونسل کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے ۔ کہ اسرائیل نے عربوں کے جن علاقوں پر قبضہ کر رکھا ہے ان علاقوں کی آبادی کو اپنی آزادی کے لئے جدو جہد کرنے اور بغاوت کرنے کا حق حاصل ہے اور سلامتی کونسل پر زور دیا ہے کہ وہ اسرائیل کو کونسل کے فیصلوں پر عملدرآمد کے لئے مجبور کرے اور اس مقصد کے لئے مضبوط اور مناسب قدم اٹھائے ۔ اسی اجلاس سے اردن کے نمائندے نے خطاب کرتے ہوئے فوٹوگراف پیش کرکے ثابت کیا کہ اسرائیل نے ہوائی حملہ کرکے شہری مرکزوں کو تباہ کیا اور بے گناہ شہریوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے —— مزید برآں صدر پاکستان نے بھی غیرملکی دورہ سے واپسی پر جو بیان دیا ہے اس میں اسی امر کی نشاندہی کی ہے کہ اقوام متحدہ کی قرارداد پر عمل کے بغیر مشرق وسطیٰ میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ لیکن ان سب بیانات اور دنیا کی رائے عامہ کی مخالفت کے باوجود اسرائیل اپنی درندگی اور ہٹ دھرمی سے باز آنے کے لئے تیار نظر نہیں آتا اور معلوم یہی ہوتا ہے کہ وہ کسی قیمت پر بھی خاموش نہیں بیٹھے گا ۔ یہ حقیقت ساری دنیا پر روزِ روشن کی طرح واضح ہو چکی ہے کہ اسرائیل جارحیت کا ارتکاب کر رہا ہے ۔ اور اس نے تمام انسانی ، بین الاقوامی اور اخلاقی ضابطوں کو پسِ پشت ڈال دیا ہے ۔ اس نے اردن پر حالیہ ہوائی حملوں کے دوران نیپام بم استعمال کئے ہیں ۔ رہائشی مکانات اور ہسپتالوں کو بموں کا نشانہ بنایا ہے اور ہوائی حملہ کے دوران مشین گنوں کے حملہ سے عورتیں بھی ہلاک ہوئی ہیں ۔ لیکن اقوام متحدہ مغربی سامراج کی مسلم دشمنی اور ریشہ دوانیوں کے باعث تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہے ۔ اور اس کا بڑے سے بڑا اقدام یہی ہوتا ہے کہ وہ کوئی قرارداد منظور کر دے ۔ پہلے بھی وہ منظور کر چکی ہے اور اب شاید پھر کوئی قرارداد منظور کرے ۔ مگر ان کا عملی اثر کچھ بھی نہیں ہوتا ۔ سنا ہے کہ پاکستان اور دوسرے دو ملک سلامتی کونسل میں اسرائیل کے خلاف قرارداد مذمت پیش کرنے والے ہیں ۔ لیکن بدیہی بات ہے کہ امریکہ اور برطانیہ اس قرارداد کی راہ میں ضرور حائل ہوں گے۔ اور اپنی تمام مساعی اس قرارداد کی مخالفت میں وقف کر دیں گے جس کی وجہ سے معاملہ کا کھٹائی میں پڑ جانا یقینی امر ہے —— چنانچہ اس کا بھی کوئی عملی نتیجہ اس کے سوا نکلنے کی توقع نہیں کہ اسرائیل انصاف پسند دنیا کی نظروں میں آگے سے بھی زیادہ ذلیل ہو جائے گا ۔ مگر اس سے معاملہ کے سلجھاؤ اور مقبوضہ عرب علاقوں کی بازیابی کی کوئی صورت نہیں نکلے گی —— ہماری رائے میں اسرائیل کے خطرہ سے نمٹنے کا ممکن اور مؤثر صرف ایک ہی راستہ ہے کہ تمام عرب ممالک پوری طرح متحد ہو کر اور اپنے تمام اندرونی اختلافات سے قطع نظر کر کے دشمن کے خلاف ہمہ گیر کارروائی شروع کر دیں اور اس مرتبہ اسرائیل پر بھرپور حملہ کرنے میں پہل کریں تاکہ وہ پہلے کی طرح آسانی سے جارحیت کا ارتکاب کر کے عربوں کو کسی نئے نقصان سے دو چار نہ کر دے —— جنگی اصولوں کے جاننے والے حضرات کا بھی نقطۂ نگاہ یہی ہے کہ جو مؤثر حملہ کرنے میں پہل کرے گا وہی فائدہ میں رہے گا —— چنانچہ اب جبکہ خبروں سے یہی معلوم ہو رہا ہے کہ عرب ممالک نہ صرف اپنے تمام جنگی نقصانات کی تلافی کر چکے ہیں بلکہ پہلے سے بھی مضبوط ہیں تو پھر کون سا امر ان کی راہ میں مانع ہے کہ وہ دشمن کو چھٹی کا دودھ یاد نہ کرائیں اور اسے ذلت آمیز اور سبق آموز شکست سے ہمکنار نہ کریں ۔ ہمیں یقین واثق ہے کہ اگر عربوں نے ایسا نہ کیا تو وہ اسرائیل کو کوئی زک نہیں پہنچا سکیں گے ۔ اور روز بروز اس کی جارحیت کا نشانہ بنتے رہیں گے ۔

مجلسِ ذکر

۶ رجمادی الاوّل ۱۳۸۸ھ مطابق یکم اگست ۱۹۶۸ء

اطمینانِ قلب اللہ کی یاد میں ہے

از: حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی : اَمَّا بَعْدُ :—
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ : بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :—

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰہِ ط اَلَا بِذِكْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ٥

(پ ۱۳ - س الرّعد - ع ۴ - آیت ۲۷)

ترجمہ: وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے تسکین ہوتی ہے - خبردار! اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں -

ہر مرض کی دوا موجود ہے

آج ساری دنیا اسی مصیبت میں مبتلا ہے کہ دل کا چین، دل کا سکون، طمانیت قلب میسّر نہیں ہے - ہماری عربی کی کتابوں میں لکھا ہوتا ہے لِکُلِّ دَآءٍ دَوَآءٌ - کوئی مرض ایسا نہیں ہے جس کی دوا اللہ نے نہ بنائی ہو - بعض اوقات جس چیز سے تکلیف ہوتی ہے اس کے قریب ہی یا اسی کے اندر اللہ نے اس کا تریاق رکھا ہوتا ہے - مثلاً بچپن میں اگر کوئی جل جاتا تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے "سنا ہے کہ سینک لیا جائے"۔ ٹھنڈا کرنے سے چھالا پڑ جاتا ہے اور تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے - سینک لیں تو اس وقت تکلیف ہوتی ضرور ہے مگر تھوڑی بہت جلن ہونے سے اگر مرض میں افاقہ ہو جائے تو یہ تو آسان کام ہے - اگر کوئی جل جائے تو اس کو مسلسل نہ سینکیں، ذرا ذرا کرکے سینکیں تو اسی طرح اس مرض کا علاج ہو جاتا ہے - بعض اوقات تکلیف اس حد تک بڑھتی ہے کہ موت کا ہی سبب بن جاتی ہے، یوں بھی انسان کو چین آ جاتا ہے لیکن یہ تو چین بڑا ہے - اصل چین تو وہی ہے جو انسان کی خواہش کے عین مطابق ہو لیکن بعض اوقات ایسے ایسے امراض لاحق ہو جاتے ہیں کہ چین نصیب ہو سکتا ہی نہیں - تو پھر کہتے ہیں خدا اسے اطمینان ہی دے دے، خدا اسے دنیا سے نجات ہی دے دے - یعنی نہ مرض رہے نہ مریض -

دل کے چین کا نسخہ

دل کے چین کا نسخہ قرآن میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا - کہ نبیوں کو اللہ تعالےٰ نے اسی لئے بھیجا کہ انسانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنیں - انسانوں کی تکلیفوں کا مداوا کریں - اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا اَلَا بِذِكْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ٥ اطمینانِ قلب چاہتے ہو تو وہ اللہ کی یاد میں ہے - تم چاہتے ہو کہ دولت بہت مل جائے گی تو چین ملے گا؟ تم یہ سمجھتے ہو کہ اونچا عہدہ ملے گا تو بہت چین ملے گا؟ دنیا کے اندر وجاہت بہت ملے گی تو بہت چین ملے گا؟ اگر یہی بات ہوتی تو آج جتنا چین ولسن کو ہوتا، ملکہ الزبتھ کو ہوتا، کوسی گن کو ہوتا، جانسن کو ہوتا اتنا کسی کو نہ ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ ان کے حالات سے آپ لوگ بے خبر ہیں ان کو چین قطعاً حاصل نہیں ہے -

بادشاہوں کو بھی چین نصیب نہیں ہے

میں نے ایک دفعہ یہاں کہہ دیا تھا کہ تمام ممالک میں اگر سب سے زیادہ چین کسی کو ہو سکتا ہے تو وہ سلطان ابن سعود کو ہو سکتا ہے (اُس وقت وہ برسرِ اقتدار تھے، آج کل وہ مصر میں پناہ گزین ہیں) مگر دوسرے دشمنوں کو تو چھوڑیں ان کو اپنے بھائیوں سے اتنا خطرہ ہے کہ:- ع

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو؟

جس کے بھائی دشمن ہوگئے ہوں، اُس کے بیٹوں کو دشمن ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے -

وہاں رہتے ہوئے برادرِ معظّم مولانا حبیب اللہ صاحب نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو سنایا تھا کہ سلطان سعود کے جو خاص اندر کے خادم ہیں - انہوں نے بتایا کہ شاہ نے سونا کسی محل میں ہوتا تھا تو اعلان کسی دوسرے محل میں سونے کا کرتے تھے - سوتے کسی کمرے میں ہیں اور بتاتے کسی کمرے میں ہیں - اوروں سے چھوڑ گھر والوں سے انہیں خطرہ ہے کہ بھائی بھائی کو گولی کا نشانہ نہ بنا دے - اور آپ دیکھئے بچارا بیمار تھا - علاج کرانے کے لئے اٹلی گیا تو پیچھے سے بھائیوں نے پاسپورٹ ہی منسوخ کر دیا — وہ شاہِ وقت تھا - ذرا اندازہ لگائیے!

بات واقعی درست نکلی

پشاور میں ایک جج ہیں - اتفاق سے ایک مرتبہ جب ہم پشاور کے ایک تبلیغی سفر سے واپس آ رہے تھے تو وہ اپنی کار لے کر مسجد قاسم علی خاں میں تشریف لائے جہاں آج کل حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی تشریف فرما ہیں تو وہ جج صاحب ہمیں سٹیشن پہنچانے کے لئے کار میں لے گئے اور راستے میں کہنے لگے کہ میں نے مجلس ذکر میں آپ کا بیان پڑھا تھا اور مجھے بڑی حیرت ہوئی اور چند ہی دن بعد یہ انقلاب برپا ہو گیا کہ واقعی اس کے بھائیوں نے اس کے ساتھ جو سلوک کیا برادرانِ یوسف کیا کرتے ہیں؟ ؎

بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی
بیچ ہی ڈالیں جو یوسف سا برادر پائیں

بھائیوں نے بھائی کو بیچ ڈالا اور جو ظلم کیا دشمنوں نے کیا کرنا ہے؟

(باقی صفحہ ۱۷ پر)



۱۴ رجمادی الاول ۱۳۸۸ھ مطابق ۹ راگست ۱۹۶۸ء

خزانۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند موتی

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد :
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ـ

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْىٌ يُّوْحٰى ۝

(س والنجم۔ رکوع ۱۔ پارہ ۲۷)

ترجمہ : اور نہ وہ اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلامؒ

یعنی کوئی کام تو کیا ایک حرف بھی آپ کے دہن مبارک سے ایسا نہیں نکلتا جو خواہش نفس پر مبنی ہو۔ بلکہ آپ جو کچھ دین کے باب میں ارشاد فرماتے ہیں وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی اور اس کے مطابق ہوتا ہے اس میں وحی متلو کو قرآن اور غیر متلو کو حدیث کہا جاتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ دین کے معاملہ میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد وحیٔ الٰہی ہوتا ہے۔

پس ہم پر لازم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ارشاد کی تعمیل کریں اور اسے عملی جامہ پہنا کر اللہ رب العزت کی رضاء اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا سرٹیفکیٹ حاصل کریں۔ ہمارا ایمان ہے کہ ختم نبوت کے تاجدار، آقائے نامدار جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و فعل ہمارے لئے مدارِ نجات اور نشانِ منزل ہے۔ اور اسی کو مشعلِ راہ بنا کر ہم کامیابی و کامرانی اور فلاحِ دارین سے ہمکنار ہو سکتے ہیں ـــــ چنانچہ آج سیدِ دو عالم، رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی روشنی میں ہی میں حال و مستقبل کی رہنمائی کے لئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یقینِ کامل ہے کہ جو حضرات میری ان معروضات کو گوشِ ہوش سے سنیں گے، لوحِ دل پر لکھ کر لے جائیں گے اور ان پر عمل کریں گے انشاء اللہ ارشاداتِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی برکت سے اللہ تعالیٰ کا فضل ان کے شاملِ حال ہو گا، ان کی قبر بہشت کا باغ بنے گی اور قیامت کے دن انہیں دربارِ نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں شرفِ باریابی حاصل ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر دل و جان سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک وعظ

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ہم لوگوں کو صبح کی نماز کے بعد وعظ فرمایا۔ اور نہایت بلیغ و پر اثر وعظ فرمایا جس سے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دل لرز گئے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کیا یہ وعظ تو الوداع کہنے والے کا ہے (یعنی اس وعظ سے تو ایسا مترشح ہوتا ہے کہ اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں داغِ مفارقت دینے والے ہیں) پھر آپؐ ہم سے کیا عہد لینا چاہتے ہیں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم لوگوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور پرہیزگاری اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ (امیر کا حکم) سنو اور فرمانبرداری کرو، اگرچہ (وہ امیر) حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو کیونکہ تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف (و فتنہ) دیکھے گا۔ پس نئی باتوں یعنی بدعتوں سے بچتے رہنا کیونکہ یہ گمراہی ہے سو تم میں سے وہ شخص یہ زمانہ پائے تو اسے میری سنت اور میرے ہدایت یافتہ اور مہدی (ہدایت دینے والے) خلفاء کی سنت کو مضبوط پکڑ لینا چاہئے ـــــ لوگو! اس سنت کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لو ـــــ یہ حدیث صحیح ہے۔ (ترمذی)

حاصل یہ ہے کہ اس وعظ میں رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ ذیل پانچ باتوں کی تلقین فرمائی ہے :-

۱۔ اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہئے یعنی دلوں میں خوفِ خدا پیدا کیجئے۔
۲۔ تقویٰ و پرہیزگاری کو شعار بنائیے۔
۳۔ اطاعتِ امیر کو لازم جانئے !
۴۔ بدعات سے بچئے !
۵۔ خلفائے راشدین کے راستے پر مضبوطی سے قائم رہئے ! کیونکہ ہدایت کا یہی راستہ صاف اور سیدھا ہے اور کتاب و سنت کے عین مطابق ہے۔

فضیلتِ ذکر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اپنی زبان ہمیشہ اللہ سبحانہٗ کے ذکر سے تر رکھتے ہیں وہ ہنستے ہوتے جنت میں جائیں گے۔

دنیا و آخرت کی بھلائی

حضرت ابی رزین کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا میں تجھ کو اس امر کی جڑ بتا دوں کہ تو اس کے ذریعے دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل کر سکے تو اہلِ ذکر کی مجلسوں میں بیٹھا کر اور جب تنہا ہو تو جس قدر ممکن ہو اللہ سبحانہٗ کی یاد میں اپنی زبان کو حرکت میں رکھ ـــ محض اللہ سبحانہٗ کی خوشنودی کے لئے محبت کر اور اللہ جل شانہٗ کی رضامندی کے لئے بُغض رکھ۔

اے ابو رزین ! کیا تُو جانتا ہے

کہ جب کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی زیارت و ملاقات کے ارادے سے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے پیچھے ستر ہزار فرشتے ہوتے ہیں جو اس کے لئے دعا و استغفار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اس شخص نے محض تیری رضاء کے لئے ملاقات کی تو اس کو اپنی رحمت اور شفقت سے ملا دے۔ پس اگر تجھ سے یہ ممکن ہو (یعنی اپنے مسلمان بھائی کی ملاقات کے لئے جانا) تو تو ایسا کر (یعنی اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کر)

اہلِ کرم

حدیث قدسی ہے اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے۔ قیامت کے روز لوگوں کو معلوم ہو جائے گا اہلِ کرم کون ہیں؟ دریافت کیا گیا۔ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اہلِ کرم کون ہیں؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ مساجد میں ذکر کی مجلسیں کرنے والے۔ (ابن حبان، طبرانی فی الکبیر، ابو یعلی اور حصن حصین)

قربِ خداوندی

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے۔ جس نے میرے دوست سے عداوت کی تو میں اس کے ساتھ جنگ کا اعلان کر دوں گا۔ اور مجھے اپنے بندے کا مجھ سے قرب حاصل کرنا کسی اور ذریعہ سے اتنا محبوب نہیں جتنا اس سے جو میں نے اس پر فرض کیا ہے اور میرا بندہ نوافل کی ہمیشگی سے میرے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے (کسی چیز کا) سوال کرتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں اور اگر (کسی چیز سے) پناہ مانگتا ہے تو میں اس کو پناہ دیتا ہوں اور مجھ کو کسی چیز سے جس کا میں کرنے والا ہوں اتنا تردّد نہیں ہوتا جتنا کہ نفس مومن (کے معاملہ) میں ہوتا ہے کہ وہ موت کو بُرا سمجھتا ہے اور میں اس کی برائی کو بُرا سمجھتا ہوں۔ (بخاری شریف)

فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ کے بندوں میں سے کچھ لوگ (ایک جماعت) ایسے ہیں جو اگرچہ نبی و شہید نہیں ہیں مگر قیامت کے دن اللہ کے ہاں ان کے مراتب و درجات کو دیکھ کر نہ وہ غمگین و رنجیدہ ہوں گے۔

دین خیر خواہی کا نام ہے

تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کی۔ کس کی خیر خواہی؟ آپؐ نے فرمایا۔ اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسولؐ کی اور مسلمانوں کے ذمہ داروں کی اور عام مسلمانوں کی ——

ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کی خیر خواہی یہ ہے کہ توفیق کے مطابق اس کے ہر حکم کی تعمیل کی جائے۔ اللہ تعالےٰ کی کتاب کی خیر خواہی یہ ہے کہ اُس کے اندر انسان کے لئے جو نظام الاوقات تجویز شدہ ہے اسے عملی جامہ پہنایا جائے۔ مثلاً توحیدِ خداوندی کا اقرار، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کی تعمیل —— شرک، کفر، نفاق، بد اعتقادی، چوری، شراب، زنا، جوا، مسلمان کے قتل وغیرہ گناہوں سے بچنا —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی یہ ہے کہ آپؐ کی سنت کا اتباع اور اس کی اشاعت کی جائے —— آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

من احیا سنتی فقد احیانی
و من احیانی کان معی فی الجنۃ۔

جس شخص نے میری سنت کو زندہ کیا اُس نے مجھ کو زندہ کیا اور جس نے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ بہشت میں ہوگا۔ مسلمانوں کے ذمہ داروں کی خیر خواہی یہ ہے کہ جب وہ مسلمانوں کی بہتری کے لئے کوئی کام تجویز کریں تو ان کا ساتھ دیا جائے اور اسے پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ان کا ہاتھ بٹایا جائے۔ عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ انہیں ہماری جس قسم کی امداد کی بھی ضرورت ہو وہ حسبِ توفیق کی جائے۔

اللہ تعالےٰ ہمیں ارشاداتِ نبویہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کما حقہٗ تعمیل اور ان موتیوں کو سمیٹ کر دنیا و آخرت سنوارنے کی توفیق نصیب فرمائے آمین یا الٰہ العالمین!!

تصحیح

”خدام الدین“ کے ۲۶ر جولائی ۶۸ء کے شمارہ میں مجلس ذکر صفحہ ۱۲ کالم ۳ کی سطر ۴۰ تا سطر ۴۲ میں آیت اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کے ساتھ کتابت کی غلطی کی وجہ سے لکھا گیا ہے کہ یہ ”ارشاد نبوی“ ہے۔ اس کو ارشادِ باری تعالیٰ یا ارشادِ قرآنی پڑھا جائے۔ (محمد عثمان غنی)

مولانا عبدالرشید خطیب دینہ کی جماعت اسلامی اور اتحاد العلماء سے

بیزاری کا اعلان

آج مجھے دینہ میں حضرت مولانا محمد ضیاء القاسمی صاحب خطیب لائل پور نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ بعض اپنے احباب میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ تمہارا کسی قسم کا اتحاد العلماء یا جماعت اسلامی سے تعلق ہے۔ لہٰذا تردید کر دو۔ چنانچہ برادر کرم کے توجہ دلانے پر میں اس بات کی پر زور تردید کرتا ہوں۔ اور واضح کرتا ہوں کہ مذکورہ ہر دو جماعتوں کے متعلق میرا وہی نظریہ ہے جو اکابر دیوبند خصوصاً حضرت شیخ الاسلام مدنیؒ، حضرت لاہوریؒ مولانا غلام اللہ خاں و دیگر بزرگوں کا ہے۔
(عبدالرشید ربانی خادم جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام دینہ ضلع جہلم)

عُرس کے دو رُخ

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ کا اداریہ "نگاہ اولیں" کے عنوان سے سپرد قلم فرماتے ہیں۔ زیر نظر تحریر اگست ۶۸ء کے شمارے کا اداریہ ہے۔ جسے عنوان بدل کر قارئین کرام کے استفادے کے لئے نقل کیا جا رہا ہے۔ (نائب مدیر)

ظلم کی بہت سی قسمیں اور بہت سی شکلیں ہیں۔ لیکن سب سے بڑا ظلم اس دنیا میں غالباً وہ ہے جو اولیاء کرام حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح، محبوب سبحانی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رح اور حضرت خواجہ علاء الدین صابر کلیری رح جیسے بزرگانِ دین کی روحوں پر ان کے عرسوں کے نام سے ہوتا ہے۔

پچھلے مہینہ ربیع الاول کے وسط میں یہ عاجز شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا دامت فیوضہم و برکاتہم کی خدمت میں حاضری و زیارت اور ان ہی کے یہاں کی ایک مبارک تقریب میں شرکت کی نیت سے لکھنؤ سے سہارن پور کے لئے ۱۱ر جون کی شام کو دہرہ دون ایکسپریس سے روانہ ہوا۔ راستہ میں بعض مسافروں کی باتوں سے معلوم ہو گیا تھا کہ آج پیرانِ کلیر شریف کے عرس کا آخری دن ہے۔ یہ لوگ خود وہیں جا رہے تھے۔ ۱۲ر جون کی صبح کو جب ٹرین رڑکی پہنچی جو پیرانِ کلیر کا اسٹیشن ہے تو جس طرح ہمارے ملک میں بڑے میلوں کے موقعوں پر ریلوے پلیٹ فارموں پر بھیڑ ہوتی ہے اسی طرح کی بے پناہ بھیڑ تھی۔ لوگ ٹرین میں اس طرح گھسے کہ مجھے اپنی سیٹ چھوڑ کر اوپر کی برتھ پر پناہ لینی پڑی۔ لیکن اس سے بڑی آزمائش ان لوگوں کی وہ باتیں تھیں جو سہارن پور پہنچنے تک قریباً ایک گھنٹہ مسلسل سننی پڑیں۔ موضوع صرف ایک تھا یعنی "عرس شریف" کو زینت اور رونق بخشنے والی بمبئی اور جے پور اور خدا جانے کہاں کہاں کی طوائفوں اور ان کی جسمانی اور صوتی خصوصیات اور ان پر نوٹوں کی بارش کا تذکرہ، خدا ہی جانتا ہے کہ یہ پورا گھنٹہ کیسی اذیت میں گزرا اور روح پر کیا گزر گئی۔

اس وقت اندازہ ہوا کہ جب مجھ جیسے گنہگار انسان کو ان باتوں کے صرف سننے سے اتنی روحانی اذیت ہو رہی ہے تو اللہ کے اس مقبول بندہ کی روح پر کیا گزرتی ہو گی جس کے نام پر اور خاص جس کے مزار پر بدترین فسق و فجور کے یہ تماشے ہر سال ہوتے ہیں۔ حضرت خواجہ علاء الدین صابر کلیری قدس اللہ سرہٗ اگر اللہ کے متقی بندے، سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیرو اور اولیاء امت میں سے تھے (اور ہمارے نزدیک بلا شبہ ایسے ہی تھے) تو یقیناً ان کی مظلوم روح خاص کر عرس کے ان دنوں میں اس ظلم و ستم کے خلاف دربارِ خداوندی میں بڑی پُر درد فریاد کرتی ہو گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض حدیثوں میں بتلایا گیا ہے کہ ایسی مظلومانہ فریادوں پر اللہ کا غضب و جلال حرکت میں آ جاتا ہے اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا۔

کیا عجب کہ دنیا کے مسلمان خاص کر ہم ہندوستانی مسلمان جن آلام و مصائب میں گرفتار اور نصرتِ خداوندی سے محروم ہیں اس کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہو۔ سنا ہے کہ جب نادر شاہ کا لشکر عذاب بن کر دلی پر نازل ہوا اور اس کے ہاتھوں ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹے تو اس دور کے عارفِ کامل حضرت مرزا مظہر جان جاں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا ——— "شامتِ اعمال ما صورتِ نادر گرفت"۔

ایک حدیث قدسی میں بھی امت پر آنے والے آلام و مصائب ہی کے بارے میں فرمایا گیا ہے:-

اِنَّمَا هِيَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا لَكُمْ۔

دوسرا رُخ

اوپر میں نے عرض کیا ہے کہ سہارن پور کے لئے میرا یہ سفر شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا مدظلہ کی زیارت اور انہی کے یہاں کی ایک مبارک تقریب میں شرکت کی نیت سے ہوا تھا۔ یہ تقریب نکاح، شادی، ولیمہ یا عقیقہ کے قسم کی کوئی تقریب نہیں تھی۔ اس تقریب کی حقیقت اور خاص نوعیت بتانے کے لئے مجھے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ حضرت ممدوح کو اللہ تعالیٰ نے جن عظیم نعمتوں سے نوازا ہے ان میں سے ایک بڑی نعمت اس عاجز کے نزدیک یہ ہے کہ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے آپ کی احادیث پاک کے ساتھ ممدوح کو خاص شغف بلکہ عشق ہے۔ ان کے اس شغف و عشق کی مقبولیت ہی کا غالباً یہ نتیجہ ہے کہ ان کی ذات کے لئے "شیخ الحدیث" کا لقب اللہ تعالیٰ کی طرف سے مخلوق میں ان کے نام سے زیادہ مشہور ہو گیا ہے اور یہ عاجز تو ان کی اسی خصوصیت کی وجہ سے ان کو شیخ الحدیث کہتا اور لکھتا ہے۔

ممدوح نے بالکل نو عمری میں جب ایک طالب علم کی حیثیت سے مشکوٰۃ شریف شروع کی تھی تو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ اب ساری عمر حدیث پاک سے تعلق نہ چھوٹے اور وہی میرا خاص مشغلہ رہے۔ چنانچہ رسمی طالب علمی کا سلسلہ جب تک جاری رہا۔ طالب علمانہ انداز میں علم حدیث اور کتبِ حدیث کے ساتھ اشتغال اور انہماک نصیب رہا، اس کے بعد سے اب تک مطالعہ، تصنیف و تالیف اور درس و تدریس کی شکلوں میں حدیث پاک میں مشغولیت اور اس کی خدمت ہی ذکر و عبادت کے بعد زندگی کا وظیفہ اور روح کی غذا بنی ہوئی ہے۔

حدیث نبوی کی تصنیفی خدمت کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے جو خاص کام لیے وہ "شمائل ترمذی" کی شرح "خصائل نبوی" اور مؤطا امام مالک کی مبسوط شرح "اوجز المسالک" اور "الکوکب الدری علی جامع الترمذی" کی شکل میں اہل علم کے سامنے اب سے بہت پہلے آ چکے ہیں۔

اس مقبول و مبارک سلسلہ کی آخری کڑی "لامع الدراری علی جامع البخاری" کی تالیف ہے جو اللہ تعالیٰ کی عنایت و توفیق سے اب اختتام کو پہنچی ہے، حضرت شیخ الحدیث کے ہاں جس تقریب میں شرکت کے لئے میں نے یہ سفر کیا تھا اس کا تعلق اسی کتاب کی تکمیل سے تھا۔ اس کے بارے میں ناظرین کو یہاں اتنا بتانا ضروری ہے کہ حضرت شیخ الحدیث کے والد ماجد حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے (جو بعد میں حضرت گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے مجاز، خادم خاص اور معتمد رفیق ہوئے) اب سے ٹھیک ۷۵ سال پہلے ۱۳۱۳ھ میں قطب الارشاد حضرت گنگوہی قدس سرہ کے درس بخاری میں شرکت کی تھی اور حضرت کے خاص درسی افادات کو عربی میں قلمبند کر کے محفوظ کر لیا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث نے اس کو اصول و بنیاد بنا کر بخاری شریف کی گویا ایک مستقل شرح اب سے قریباً ۱۲ سال پہلے لکھنی شروع فرمائی تھی — "لامع الدراری علی جامع البخاری" اسی کا نام ہے — اس کی پہلی دو ضخیم جلدیں (اول و ثانی) چھپ کر حدیث کے اساتذہ و طلبہ کے ہاتھوں میں اب سے کئی برس پہلے پہنچ چکی تھیں تیسری جلد جس پر کتاب ختم ہونی تھی زیر تصنیف تھی اور حضرت ممدوح کو بعض خاص مبشرات کی بنا پر اس کی تکمیل و اتمام کا غیر معمولی اہتمام تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت و توفیق سے گزشتہ مہینے ربیع الاول کے پہلے یا دوسرے جمعہ کو حضرت نے اس کے خاتمہ کی آخری سطریں لکھ کر حدیث کی تصنیفی خدمت کے سلسلہ کے بظاہر اپنے آخری کام کی تکمیل فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت کا اتمام ہوا فللہ الحمد والمنۃ حضرت شیخ کو قدرتی طور پر اس کے اختتام اور اس کی نعمت عظمیٰ کے اتمام سے بڑی روحانی مسرت اور شادمانی ہوئی۔

صحیح بخاری کی شرحوں میں سب سے زیادہ معروف و مقبول شرح آٹھویں اور نویں صدی ہجری کے حافظ حدیث ابن حجر عسقلانی کی "فتح الباری" ہے جو انہوں نے پچیس سال کی مدت میں تیرہ جلدوں میں لکھی تھی۔ رجب ۸۴۲ھ میں جب وہ اس کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اس کی خوشی میں بہت بڑے پیمانہ پر دعوتِ ولیمہ کی۔ اس دعوت کی نوعیت اور وسعت کا کچھ اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ ان کے بعض شاگردوں کے بیان کے مطابق اس زمانہ میں اس پر پانچسو اشرفیاں صرف ہوئی تھیں، جن کی مالیت اور قوت خرید آج کے ایک لاکھ روپے سے کم نہ ہو گی۔ پھر ہماری اسی صدی کے اور ہمارے ہی ملک کے ایک محدث اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ کے خاص استاد و مرشد حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری مہاجر مدنیؒ نے جب سنن ابو داؤد کی شرح "بذل المجہود" مدینہ طیبہ میں ۱۳۴۵ھ میں مکمل فرمائی تو اس کی خوشی میں مدینہ منورہ کے تمام علماء و صلحا اور اکابر و اعیان کی دعوت کی اور یہ گویا "بذل المجہود" کا ولیمہ تھا۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ نے بھی اپنے ان اسلاف کرام کے اتباع میں "لامع الدراری علی جامع البخاری" کی تکمیل کی خوشی میں ایک دعوت کا اہتمام فرمایا جیسا کہ اوپر عرض کیا، یہی وہ تقریب تھی جس کی شرکت کے لئے اس عاجز نے سہارنپور کا یہ سفر کیا تھا۔

یوں تو حضرت ممدوح کے دستر خوان پر روزانہ ہی اچھی خاصی وسیع دعوت کا سماں رہتا ہے اور کم دن ایسے ہوتے ہوں گے کہ مہمانوں کی تعداد چالیس پچاس سے کم ہو اور رمضان المبارک میں تو یہ تعداد کئی کئی سو تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن "لامع الدراری" کی اس دعوت ولیمہ میں جیسا کہ حضرت کے بعض خاص خدام سے معلوم ہوا مدعو تو بہت زیادہ لوگوں کو نہیں کیا گیا تھا مگر ہوا یہ کہ دو دو اور تین تین سو میل تک بھی جن خدام و محبین کو کسی طرح پتہ لگ گیا وہ اگر پہنچ سکتے تھے تو اس یقین و اعتماد کی بنا پر کہ حضرت کو ہمارے پہنچ جانے سے خوشی ہو گی۔ آپ سے آپ پہنچ گئے اور بہت سے تو ایک دو دن پہلے سے وارد ہو گئے۔ خود یہ عاجز تین دن پہلے ۱۲ر جون ہی کی صبح کو پہنچ گیا تھا۔ اپنے بندوں کے باطن کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے لیکن بظاہر یہ سارا مجمع جو ۱۴ر جون بروز جمعہ اس مبارک و مسعود تقریب میں شرکت کے لئے سہارنپور میں جمع ہوا تھا۔ علماء و صلحاء ذاکرین و عابدین اور اہلِ دین کا مجمع تھا۔

حضرت کے خدام سے معافی مانگتے ہوئے عرض ہے کہ یہ بھی در اصل ایک بزرگ کا "عرس" ہی تھا۔ عرس عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنی شادی ہی کے ہیں۔ عروس دلہن کے معنی میں اردو میں بھی مستعمل ہے۔ اولیاء اللہ کے یوم وفات کا نام یوم العرس کبھی اسی مناسبت سے رکھا گیا تھا کہ ان کا یوم وفات در اصل وصالِ محبوب کا دن اور ان کی مشتاق و بیتاب روح کے لئے سب سے زیادہ خوشی و شادمانی کا دن ہوتا ہے۔

یہ تو در اصل تمہید تھی جو ناگزیر طور پر طویل ہو گئی ورنہ عرض یہ کرنا تھا کہ سہارنپور کے اس سفر میں ایک عرس والا مجمع اور اس کے کچھ مناظر اور مظاہر تو رڑکی کے اسٹیشن پر سر کی آنکھوں سے دیکھے اور کچھ کانوں سے سن کر دل کی اور تصور کی آنکھوں سے مشاہدہ میں آئے اور ایک دوسرے "عرس" والا مجمع اور منظر سہارنپور پہنچ کر ۱۴ر جون یوم جمعہ کو شیخ الحدیث کے ہاں دیکھا بلکہ اس میں شرکت کی سعادت بھی حاصل کی۔ اکثر ناظرین کو معلوم ہو گا کہ پیرانِ کلیر شریف سہارنپور ہی میں ہے اور شہر سہارنپور سے قریب ہی ہے اور حضرت شیخ الحدیث مدظلہٗ ہمارے اس دور میں سلسلہ چشتیہ، صابریہ، امدادیہ ہی کے شیخ اور نمائندے ہیں اور اسی سلسلہ کی امانت کے امین و وارث ہیں —

اس سلسلہ کے مؤسس حضرت خواجہ علاء الدین صابر کلیری قدس سرہ جب ہماری اس دنیا میں رونق افروز تھے تو یقیناً ان کی خانقاہ طالبین حق، اتقیاء و صلحا اور ذاکرین و عابدین کا مرکز و مرجع تھی اور خالص توحید اور تزکیۂ نفس اور تقویٰ اور اتباع شریعت وہاں کا درس اور پیغام تھا۔ لیکن آج ان کے مزار و مرقد پر انہی کی عقیدت و محبت کے نام پر وہ سب کچھ ہو رہا ہے جو شیطان چاہتا ہے اور جس پر یقیناً خدا کی، اس کے نبیوں اور فرشتوں کی اور اولیاء اللہ کی پاک روحوں کی لعنت ہے۔ للہ سوچنے والے سوچیں کہ کیا گزرتی ہو گی حضرت خواجہ صابر کلیری قدس سرہٗ کی روح پاک پر — (الفرقان لکھنؤ)

سب سے بڑھ کر ظالم اور بے انصاف کون ہے؟

(بحوالہ آیاتِ قرآنی)

عبدالرحمٰن لودھیانوی شیخوپورہ)

۱۔ (ا) وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسٰجِدَ اللّٰهِ اَنْ يُّذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ وَ سَعٰى فِىْ خَرَابِهَا ط اُولٰٓئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ اَنْ يَّدْخُلُوْهَآ اِلَّا خَآئِفِيْنَ ۵

(س بقرہ آیت ۱۱۳ پ۱ ع ۱۴)

ترجمہ: اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے کہ اللہ کی مسجدوں میں اس بات سے منع کیا کہ وہاں اس کا نام لیا جائے اور جنہوں نے ان کے اجاڑنے میں کوشش کی۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ مسجدوں میں ڈرتے ہوتے داخل ہوں۔

(ب) وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهٗ مِنَ اللّٰهِ (بقرہ آیت ۱۴۰)

ترجمہ: اور اس سے بڑا ظالم کون ہے جس نے وہ گواہی چھپا لی جو اس کو اللہ کی طرف سے ثابت ہو چکی۔

(شانِ نزول) نصاریٰ نے یہودیوں سے لڑائی کر کے تورات کو جلایا اور بیت المقدس کو خراب کیا یا (مشرکینِ مکہ مراد ہیں) جنہوں نے مسلمانوں کو محض تعصب و عناد سے حدیبیہ میں مسجد احرام (بیت اللہ) میں جانے سے روکا۔ باقی جو شخص کسی مسجد کو ویران یا خراب کرے وہ اسی حکم میں داخل ہے۔ ان کفار کو یہی لائق تھا کہ وہ اللہ کی مسجدوں میں خوف، تواضع، ادب و تعظیم کے ساتھ داخل ہوتے۔ کفار نے جو وہاں کی بے حرمتی کی یہ صریح ظلم ہے۔

۲۔ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۵

(سورہ انعام آیت ۲۱ پ۷ ع ۹) اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بلاشک ظالموں کو بھلائی نصیب نہیں ہوتی۔

یعنی کوئی شخص نبی نہ ہو اور خدا پر افترا کر کے دعوئے نبوّت کر بیٹھے یا سچے نبی سے جس کی صداقت کے دلائل واضح موجود ہوں خدائی پیام سن کر تکذیب پر کمربستہ ہو جاتے۔ ان دونوں سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور سنت اللہ یہ ہے کہ ظالم کو انجام کار کامیابی اور بھلائی نصیب نہیں ہوتی۔

۳۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا لِّيُضِلَّ النَّاسَ بِغَيْرِ عِلْمٍ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۵

(سورہ انعام آیت ۱۴۵ پ۸ ع ۴)

ترجمہ: پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹا بہتان باندھے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے بلا تحقیق، بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔

(مطلب) بلاشبہ اس سے زیادہ ظالم کوئی نہیں ہو سکتا جو خدا پر بہتان باندھے اور علم و تحقیق سے خالی ہونے کے باوجود لوگوں کو باطل اور غلط مسائل بیان کر کے گمراہ کرتا پھرے۔ جس شخص نے اس قدر ڈھٹائی اختیار کر لی اور ایسے ظلم عظیم پر کمر باندھ لی اس کے ہدایت پانے کی توقع رکھنا فضول ہے۔

۴۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ صَدَفَ عَنْهَا ط سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۵

(س انعام آیت ۱۵۸ پ۸ ع ۷)

ترجمہ: اب اس سے زیادہ ظالم کون ہے؟ جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلا دے اور ان سے کترا دے۔ ہم ان کو سزا دیں گے جو ہماری آیتوں سے کتراتے ہیں اس کترانے کے بدلے میں بُرا عذاب ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اب ایسی روشن کتاب آنے کے بعد اگر کوئی اس کی آیتوں کو جھٹلائے اور اس کے احکام قبول کرنے سے کترائے یا دوسروں کو روکے اس سے بڑا ظالم کون ہوگا۔

۵۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ط اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ۵

(سورہ یونس آیت ۱۷ پ ۱۱ ع ۷)

ترجمہ: اس سے بڑا ظالم کون ہے جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ بے شک گنہگاروں کا بھلا نہیں ہوتا۔

(مطلب) گنہگاروں اور مجرموں کو حقیقی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی اب تم فیصلہ کرو کہ ظالم اور مجرم کون ہے؟ اگر بفرضِ محال میں جھوٹ بنا کر خدا کی طرف منسوب کرتا ہوں تو مجھ سا ظالم کوئی نہیں ہو سکتا۔ پس جب میرا سچا ہونا ثابت ہے۔ تو تم جہالت یا عناد سے خدا کے کلام کو جھٹلا رہے ہو تو اب زمین کے پردہ پر تم سے بڑا ظالم کوئی نہیں ہو سکتا۔

۶۔ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ط اُولٰٓئِكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰى رَبِّهِمْ وَ يَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ج اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۵ (سورہ ہود آیت ۱۸ پ ۱۲ ع ۲)

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اپنے رب کے روبرو آئیں گے اور گواہی دینے والے کہیں گے یہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ کہا تھا۔ سن لو اللہ کی پھٹکار ہے بے انصاف لوگوں پر۔

قرآن جھوٹ اور افترا نہیں، خدا کا سچّا پیغام ہے۔ یعنی محشر میں جب

خدا کے سامنے علیٰ رؤسُ الاشہاد پیش ہوں گے۔ اور ان کی شرارتوں کے دفتر کھولے جائیں گے اس وقت گواہی دینے والے ملائکہ، انبیاء اور صالحین بلکہ خود ان کے ہاتھ پاؤں کہیں گے کہ یہی وہ بدبخت ظالم ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی نسبت جھوٹ بولا تھا جو لوگ ظلم سے خدا کے کلام کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر آخرت کے منکر ہیں دوسروں کو خدا کی راہ پہ چلنے سے روکتے ہیں اور اس تلاش میں رہتے ہیں کہ سیدھے راستہ کو ٹیڑھا ثابت کریں۔ ایسے ظالموں پر خدا کی خصوصی لعنت ہے۔

۷۔ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَ نَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ؕ
(سورہ کہف آیت ۵۷ پ ۱۵ ع ۲۰)

ترجمہ: اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس کو اس کے رب کے کلام سے سمجھایا گیا پھر اس نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور جو کچھ اس کے ہاتھوں نے آگے بھیجا اس کو بھول گیا۔

یعنی کبھی بھول کر بھی خیال نہ آیا کہ تکذیبِ حق، استہزاء اور تمسخر کا جو ذخیرہ آگے بھیجا ہے اس کی سزا کیا ہے۔ ہم نے ان کے دلوں پر پردے ڈال دئے ہیں اور کانوں میں ڈاٹ ٹھونک دی۔ نہ حق کو سنتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں بالکل مسخ ہو گئے پھر حق کی طرف متوجہ کیسے ہوں؟ اور انجام کار خیال کریں تو کیسے کریں ایسے بدبختوں کے راہ آنے کی کوئی توقع نہیں۔

۸۔ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۞ (عنکبوت آیت ۶۸ پ ۲۱)

ترجمہ: اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا سچی بات کو جھٹلائے جب اس تک پہنچے۔ کیا منکروں کے لئے دوزخ میں بسنے کی جگہ نہیں ہے؟

یعنی سب سے بڑی بے انصافی یہ ہے کہ کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرائے یا اس کی طرف وہ باتیں منسوب کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں یا جو سچائی پیغمبر لے کر آئے ہیں اسے سنتے ہی جھٹلانا شروع کر دے۔ کیا ان ظالموں کو معلوم نہیں کہ منکروں کا ٹھکانہ دوزخ ہے جو ایسی بے باکی اور بے حیائی سے عقل و انصاف کے گلے پر چھری پھیرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں۔

۹۔ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۞
(س لقمن آیت ۱۳ پ ۲۱ ع ۱۱)

ترجمہ: بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔ (اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا جب کہ اس کو سمجھانے لگا۔ اے بیٹے شریک نہ ٹھہرائیو اللہ کا)

مطلب یہ ہے کہ اس سے بڑھ کر بے انصافی کیا ہوگی کہ عاجز مخلوق کو خالق مختار کا درجہ دے دیا جائے اور اس سے زیادہ حماقت اور ظلم اپنی جان پر کیا ہوگا کہ اشرف المخلوقات ہو کر خسیس ترین اشیاء کے آگے سرِ عبودیت خم کر دے۔ لَا حول ولا قوۃ الّا باللہ۔

۹۔ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ۞
(سورہ سجدہ آیت ۲۲ پ ۲۱ ع ۱۵)

ترجمہ: اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہے جس کو اس کے رب کی باتوں سے سمجھایا گیا پھر ان سے منہ موڑ لیا۔ بے شک ہم کو ان گنہگاروں سے بدلہ لینا ہے۔

۱۰۔ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُوَ يُدْعٰۤى اِلَى الْاِسْلَامِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۞ (صف آیت ۷ پ ۲۸ ع ۹)

ترجمہ: اور اس سے زیادہ بے انصاف کون ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور اس کو مسلمان ہونے کے لئے بلاتے ہیں۔

۱۱۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۞ (سورۂ زمر آیت ۳۲ پ ۲۴ ع ۱)

ترجمہ: پھر اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے اللہ پر جھوٹ بولا اور سچی بات کو جھٹلایا۔ کیا منکروں کا دوزخ میں ٹھکانا نہیں ہے؟

مطلب: اللہ پر جھوٹ بولا۔ یعنی اس کے شریک ٹھہرائے یا اولاد تجویز کی یا وہ صفات اس کی طرف منسوب جو واقعہ میں اس کے لائق نہ تھیں۔ جو سچی باتیں انبیاء علیہم السلام خدا کی طرف سے لائے ان کو جھٹلانے لگے سوچنے سمجھنے کی تکلیف بھی گوارا نہ کی۔ بلاشبہ جو شخص سچائی کا اتنا دشمن ہو اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے اور ایسے ظالموں کا ٹھکانا دوزخ کے سوا اور کہاں ہوگا؟

(تفسیر حضرت مولانا عثمانیؒ)

ظلم کے معنی یہ ہیں کہ کسی چیز کو اس کے اصل موقعہ سے ہٹ کر کسی دوسرے موقعہ پہ استعمال کیا جائے۔ اور شرک کو ظلمِ عظیم اسی لئے فرمایا ہے کہ عبادت جو خالق کا حق ہے وہ اس کے سوا اس کی مخلوق میں سے کسی کے لئے ٹھہرایا جائے۔ ظلم ایک سخت ترین گناہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہوگا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اے میرے بندو! میں نے اپنی ذات پر ظلم حرام کر دیا ہے۔ پس تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اور ظلم جس طرح بندوں کے حقوق ضائع کرنے کی صورت میں پایا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ کے حقوق پورا نہ کرنے میں بھی پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ظالموں کو ہرگز فلاح نہیں دے گا۔ ہر انسان کو اس دعا کا ورد رکھنا چاہیئے:

وَ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ۔

ترجمہ: اور میں پناہ چاہتا ہوں اے اللہ تجھ سے اس بات کی کہ میں ظلم کروں یا ظلم کیا جاؤں۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغُ۔

بادشاہوں کا انجام

محبوب عالم عکس کراچی

خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہِ ناز ہے کس کی
ہزاروں اٹھ گئے لیکن وہی رونق ہے مجلس کی

دنیا میں حکومت بھی کیا چیز ہے جس نے ایک دفعہ اس قتالۂ عالم کا جمالِ جہاں آرا دیکھا وہ ایسا فریفتہ و بیخود ہوا کہ پھر اسے گرد و پیش کا ہوش نہیں رہتا۔

ادھر یہ خوبصورت بلا بھی ایسی ظالم و مکار ہے کہ بغیر بھینٹ لئے وصل سے شاد نہیں کرتی۔ اب اس کی بلا سے۔ اس بھینٹ پر کوئی بھی چیز ہے وہ لہلہاتے کھیت ہوں، ہرے بھرے باغ ہوں، پاک و مقدس ہستیاں ہوں، ماں باپ ہوں، مخلوقِ خدا ہو یا اولاد ہو، یہ سلطنت کے جلوۂ ہوش ربائی کا اثر تھا کہ عالمگیر جیسے پرہیزگار و متقی انسان کو بھی باپ کو قید کرانے اور بھائیوں کے قتل کے الزام میں ملوث ہونا پڑا۔

لیکن اب ذرا دنیا کے دوسرے رُخ پر اُن خاقان، سلطان، قیصر، اور کسراؤں کا انجام ملاحظہ کیجئے کہ جو سر پر تاجِ زرّیں پہن کر تختِ مرصع پر بصد جاہ و جلال اجلاس فرماتے تھے اور جن کے ایک ادنیٰ اشارے پر دنیا زیر و زبر ہو جاتی تھی اور عوام کی زندگیاں ان کے رحم و کرم پر موقوف ہوا کرتی تھیں۔

تاریخ عالم میں ان کے عبرتناک حالات پڑھ کر دل خود بخود گواہی دیتا ہے کہ دنیا میں کوئی بادشاہ نہیں یہ سب کچھ فریبِ نظر ہے — اور اقتدار کی چلتی پھرتی چھاؤں ہے۔ ورنہ درحقیقت بادشاہ کوئی اور ہی ہستی ہے۔ جس کا جاہ و جلال ازل سے ابد تک قائم رہے گا۔ باقی ملمع سازی ہے۔ یہ وزیر، یہ بادشاہ، یہ حاکم، یہ صدر سب چند روزہ ہیں۔ اپنے اپنے وقت میں "نحن ملوکھم" کا نعرہ لگا کر ختم ہو گئے۔ اب ان میں جن کو قدرت نے روشن ضمیر اور باصفا قلب عطا کیا تھا وہ عوام الناس کی بھلائی کے لئے کچھ نہ کچھ کر گذرے۔ اور جن کے سر پر غرور میں "انا ملوکھم" کا نشہ چڑھا ہوا تھا انہیں سوائے عیش و عشرت کے اور کسی چیز سے مطلب نہیں رہا۔

نمرود و فرعون کا حال تو زبان زدِ خلائق ہے کہ ایک کے دماغ میں ناک کے راستہ سے لنگڑا مچھر گھس گیا جس کی تکلیف سے اس کے سر پر روزانہ جوتے پڑتے تھے اور دوسرا مع افواج کے دریائے نیل میں غرق ہوا۔ سلطنتِ ایران کا مشہور و معروف فرمانروا جمشید جس کی شان و شوکت کا یہ عالم کہ جب وہ اپنے بلند تخت پر بیٹھ کر اجلاس کرتا تھا تو کئی بادشاہ اس کے تخت کے نیچے باادب و استادہ رہتے تھے۔ لیکن جب ستارہ یکایک گردش میں آیا اور ضحاک نے اس پر لشکر کشی کی تو وہ اپنی جان بچا کر کابل کی طرف بھاگا۔ بادشاہ کابل نے نہ صرف پناہ دی بلکہ اپنی لڑکی کی شادی بھی جمشید بادشاہ کے ساتھ کر دی۔ یہاں پر جمشید قدرے اطمینان سے رہا۔ آخر کب تک۔ ضحاک کو خبر ہو گئی۔ جمشید اس خوف سے براہ بنگال چین کی طرف بھاگا لیکن شومئ قسمت پکڑا گیا اور بڑی بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔

دارا نے سکندر کا غلغلۂ فتحمندی سن کر ایک اور بلّا بھیج دیا۔ گویا تم ابھی بچے ہو اس سے کھیلو حکومت کرنا کیا جانو۔ سکندر نے اس طفلانہ سوال کا جواب یہ دیا کہ میں بلّا ہوں اور یہ دنیا گیند ہے — چنانچہ جب میدانِ کارزار میں ایرانی اور رومی فوجوں کا ٹکراؤ ہوا تو دارا خاک و خون میں تڑپتا نظر آیا۔

راجگانِ چوہان میں رائے پھتورا والئ اجمیر و دہلی بڑے پایہ کا مہاراجہ گذرا ہے بلکہ چکرورتی کہنا چاہئے۔ اس کی بہادری کا یہ عالم تھا کہ جے چند والئ قنوج کی لڑکی کو جشنِ سوئمبر پر سب کے سامنے اٹھا کر لے گیا حالانکہ سینکڑوں راجہ اپنی اپنی فوجیں لئے موجود تھے۔ دوسرے سلطان معز الدین سام جس کو شہاب الدین غوری بھی کہتے ہیں، جب لشکر لے کر دہلی کی طرف بڑھا۔ تو امرائے سلطنت میں سے کسی میں اتنی جرأت نہ تھی کہ کوئی یہ خبر مہاراجہ کے گوش گذار کر سکے آخر چندر بھاٹ نے مہاراجہ کو یہ خبر سنائی۔ رائے پھتورا نے بڑے پُرغرور انداز سے خبر کو سنا اور فوج کی تنظیم کا حکم جاری کیا۔

رائے پھتورا کے جھنڈے کے نیچے سو سے زیادہ راجے اپنی اپنی فوجیں لے کر جمع ہو گئے تھے لیکن جب میدان گرم ہوا، ڈھالیں اٹھیں، تلواریں چمکیں، نیزے بلند ہوئے تو رائے پھتورا کا سر مع تاجِ زرّیں سپاہیوں کی لاشوں کے ڈھیر میں پڑا تھا۔

لنکا کا راجہ راون جس کی فوج کا کوئی اندازہ نہ تھا۔ جب اس کے بھاگ پر نحوست چھائی تو رامچندر جی کے ہاتھوں کیفر کردار کو پہنچا۔

مشہور و مشہور خلیفہ ہارون الرشید خلیفہ بغداد کا لختِ جگر اور ملکہ زبیدہ کا نورِ نظر امین الرشید جس کا جاہ و جلال ہارون الرشید سے کم نہ تھا۔ جب بُرے دن آئے تو مامون کی فوجوں کے جنرل طاہر کے ڈر سے مدینۃ المنصور کی طرف بھاگا۔ چونکہ پُشتی شہزادہ تھا۔ اس لئے مصیبت میں بھی بزمِ عیش یاد آئی۔

چنانچہ مشہور مؤرخ المسعودی لکھتا ہے کہ محمد بن راشد نے ابراہیم بن مہدی کے حوالے سے بیان کیا کہ امین بھاگ کر ایک مقام پر ٹھہرا رات کا وقت تھا۔ امین نے مجھ سے کہا کہ دیکھو آج کتنی دلکش رات ہے۔ عارضِ محبوب کی تجلی کی طرح چاندنی چٹکی ہوئی ہے۔ اور پانی میں چاند کا عکس ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسے کوئی مستِ شباب آئینہ میں منہ

دیکھ رہا ہو۔ یہ پُرکیف منظر، یہ رومان انگیز سماں۔ اگر ایسے میں ساغر و مینا کھنکیں تو یہ مناظر اور بھی رنگین ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے امین کے لئے شراب کا بندوبست کرا دیا۔ بادۂ ناب کے چند گھونٹوں کے بعد امین نے رقاصہ کا سوال کیا۔ ابراہیم بن مہدی کہتا ہے کہ میں نے امیرالمومنین کے لئے رقاصہ کا بھی انتظام کر دیا۔ رقاصہ نے اس وقت نابغہ کے اشعار گائے۔ جن سے بدشگونی کی کیفیت جھلکتی تھی۔ امین نے یہ رقص موقوف کر دیا۔ جب رقاصہ جانے لگی تو اس کی ٹھوکر سے بلوری صراحی ٹوٹ گئی۔ امین نے اس سے اور بھی بُرے اثرات لئے۔ یہ سچ ہے کہ آنی آ کر رہتی ہے اور ہونی ہو کر رہتی ہے۔ آخرکار امین گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ سر کو لب بام لٹکا دیا گیا اور لاش کو پھاڑ کر پھنکوا دیا۔

اسی طرح مامون کے ساتھ ہوا۔ جو اپنے بھائی امین رشید کے قتل کے بعد تختِ خلافت پر بیٹھا۔

یہی مشہور مؤرخ المسعودی لکھتا ہے کہ خلیفہ مامون الرشید ایک مرتبہ سرسبز و شاداب جگہ پر خیمہ زن تھا۔ اتفاق سے تالاب میں ایک خوبصورت مچھلی کو دیکھ کر پکڑنے کا حکم دیا۔ مچھلی کے ابھی کباب بھی تیار نہیں ہوتے تھے کہ مامون کو بل بلا کر جاڑا چڑھا ادھر مچھلی کے کباب بن کر تیار ہوئے ادھر خلیفہ وقت کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

خلیفہ المہدی محمد بن منصور نے جو کہ ۱۲۷ھ میں پیدا ہوا تھا ایک شکار کے پیچھے گھوڑا ڈالا۔ گھوڑا سرپٹ بھاگا اور بھاگتے میں ایک مکان میں گھس گیا جس سے مہدی کی کمر ٹوٹ گئی اور تھوڑی دیر بعد ۲۲ر محرم ۱۶۹ ہجری کو اس دنیائے ناپائدار سے سدھار گیا۔

مشہور خلیفہ المتوکل جس نے امام حسین رضؓ کے مزار مبارک کو زمین کے برابر کر کے عوام کو زیارت سے منع کر دیا تھا ۲۰۶ھ کو ام الشجاع کے بطن سے پیدا ہوا تھا۔ ذی الحجہ ۲۲۲ھ میں تخت پر بیٹھا اور ۵ر شوال ۲۴۷ھ کو جب بزم عشرت میں دادِ عیش دے رہا تھا چند تاتاری سپاہیوں نے مع اس کے وزیر فتح بن خاقان کے المتوکل کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا۔ پھر جب خلیفہ المنتصر باللہ جو کہ شاید اسی کے اشارے پر المتوکل قتل ہوا تھا۔ ذی قعدہ ۲۴۷ ہجری میں تختِ خلافت پر بیٹھا اور ۵ر ربیع الاول ۲۴۸ھ کو بہ عمر ۲۶ سال صرف ۵ مہینے حکومت کرنے پر زہر سے ہلاک کر دیا گیا۔

المعتمد علی اللہ جو کہ ۲۲۹ ھجری میں فتانِ رومیہ کے بطن سے پیدا ہوا تھا ۲۷۹ ھجری میں کسی نے گلا گھونٹ کر دنیا کے جھنجھٹوں سے ہمیشہ کے لئے اس کا پیچھا چھڑا دیا۔ یہی حال المقتدر باللہ کا ہوا جو کہ ۲۸۲ھ میں پیدا ہوا تھا۔ ۲۷ر شوال ۳۲۰ھ کو قتل کر کے سر نیزے پر چڑھایا گیا اور کپڑے اتار کر لاش کو ننگا کر دیا گیا۔

مشہور و معروف بادشاہ خوارزم شاہ چنگیز خاں کے ہاتھوں قتل ہی نہیں ہوا بلکہ بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجا دی گئی۔

اور آیئے۔ پانی پت کا میدان گرم ہے۔ ابراہیم لودھی ایک لاکھ اور بابر چند ہزار فوج کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ لیکن جب بُرے دن آتے ہیں تو فوجِ فراش کچھ کام نہیں آتی۔ چنانچہ ابراہیم لودھی قتل ہوا اور بابر تختِ دہلی پر فروکش ہوا۔

بنگال کا بچہ بچہ سراج الدولہ کے نام سے واقف ہے۔ یہ نازونعم میں پلا ہوا خوبصورت شہزادہ ابھی بھرپور جوان بھی نہ ہوا تھا کہ وقت کے ہاتھوں پلاسی کے میدان میں کلایو کے مدِمقابل آنا پڑا اور پھر وہ دادِ شجاعت دی کہ کلایو کے پاؤں اکھڑ گئے تھے کہ غدار میر جعفر کے کرتوت سے سراج الدولہ جیتی ہوئی لڑائی ہار گیا۔ اور اونٹنی پر سوار ہو کر مونگیر کی طرف بھاگا۔ انجام کار فقیر کی خباثت سے پکڑا گیا اور قتل ہوا۔

مورخین کا بیان ہے کہ سراج الدولہ کی برہنہ لاش کو ہاتھی پر رکھ کر اس کی ماں بہن کے سامنے تشہیر کیا گیا۔

بہادر شاہ ظفر بادشاہ دہلی اور واجد علی شاہ والئ اودھ کو یہ منحوس سلطنت راس نہ آئی۔ اس کے علاوہ ہٹلر و مسولینی جنہوں نے برطانیہ عظمیٰ کا پنجۂ اقتدار موڑ دیا تھا۔ ان کا جو حشر ہوا وہ زیادہ دن کا قصہ نہیں۔ اور شاہ فاروق فرمانروائے مصر کا حسرت ناک انجام تو بالکل کل کی بات ہے۔ جس نے اپنی بادشاہی کے دور میں وہ عیاشی کی کہ باید و شاید۔ چنانچہ شاہ مذکور نے زیبان کے حجلۂ عروسی کو ایسا جگمگایا تھا کہ "الف لیلہ" کی ہزار داستانیں بھی مات تھیں۔ اور ایک نظر اور والیانِ ملک پر ڈالئے۔ تو معلوم ہو گا کہ یہ ہے شہنشاہوں کا عبرت ناک انجام۔ جو اپنی شاہی کا چار دانگِ عالم میں ڈنکا بجا کر چلے گئے۔ لیکن کائنات کی چہل پہل میں ذرہ فرق نہیں آیا۔ واقعی کسی نے سچ کہا ہے ؎

خدا جانے یہ دنیا جلوہ گاہ ناز ہے کس کی
ہزاروں اُٹھ گئے لیکن وہی رونق ہے مجلس کی

بقیہ: درس قرآن

اے میرے سپاہیو! اسلام دینِ حق ہے۔ میں نے خالد کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا ہے۔ اگر تم اپنا بھلا چاہتے ہو تو یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ اب میری تلوار اسلام کے خلاف نہیں بلکہ اسلام کے حق میں لڑے گی کافروں سے لڑا اور شہادت کا درجہ پایا۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرماویں دعا فرمایئے اللہ تعالیٰ ہمارے عرب بھائیوں کا حافظ و ناصر ہو اور یہود و ہنود و نصاریٰ کو ذلت و رسوائی ہو، اسلام کا بول بالا ہو، دشمنانِ اسلام کا منہ کالا ہو ــــ ہمارے بہت بڑے محسنِ ملت حضرت شیخ حسام الدین صاحب ۱۲ر جون ۶۷ء کی صبح کو انتقال فرما گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت نصیب فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے کی قبر کو نور سے بھر دے۔ آمین!

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا واہ کینٹ میں

درس قرآن

منعقدہ ۲۵ر جون ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(سورۃ توبہ)

(۸)

فرمایا کہ دیکھو! تم علم حاصل کرنے والوں کو اپنے پاس آنے دو۔ ان کو علم سکھاؤ۔ اور پھر علم کے بعد ان کو اپنی امن کی جگہ پر پہنچا دو۔ ہو سکتا ہے وہ اسلام قبول کر لیں۔ میں اسی کے متعلق ایک تاریخی واقعہ عرض کر کے پھر دعا کرتا ہوں۔

حضرت خالد ابنِ ولید رضی اللہ عنہ یرموک کے محاذ پر بر سرِپیکار ہیں۔ عیسائیوں کا لشکر سامنے ہے۔ جرجہ اس کو کہتے ہیں عربی میں — وہ سپہ سالار ہے عیسائیوں کا۔ ادھر خالد ابنِ ولید کی فوجیں ہیں۔ فوجیں بالکل آمنے سامنے ہیں، مبارزت کا زمانہ ہے، دست بدست جنگیں ہوتی تھیں۔ تو جرجہ کو یہ خیال آیا کہ چلو بھائی اس سے جا کر بات تو کریں۔ (جنگ شروع ہونے سے پہلے) خوش نصیب تھا) حاضرِ خدمت ہوتا ہے خالد ابنِ ولید — کہ جی میں امن چاہتا ہوں، آپ سے دو باتیں کرتا ہوں۔ فرمایا آ جائیے۔ بات شروع ہوتی ہے۔ پوچھتا ہے کہ آپ کے نبیؐ پہ آسمان سے کیا کیا چیزیں نازل ہوئی ہیں؟ آپ فرماتے ہیں کہ ہمارے نبیؐ پہ؟ صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے قرآن نازل ہوا ہے۔"

"اچھا؟ وہ جو کہتے ہیں کہ آسمان سے ایک تلوار بھی نازل ہوئی ہے؟" فرمایا۔ "نہیں، وہ اللہ کی تلوار آسمان سے نازل نہیں ہوئی، وہ میں امام الانبیاءؑ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا غلام ہوں، مجھ کو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لقب دیا ہے سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ ط (خالد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے) وہ مجھے لقب دیا ہے امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) نے، آسمان سے کوئی اور چیز نہیں نازل ہوئی سوائے قرآن کے۔" اچھا؟

یہ بات ہے؟ تو پھر اتنے بہادر ہو کر آپ نے کیوں اسلام قبول کیا؟" (کیونکہ "بہادر" تو وہ ہے جو اسلام قبول نہ کرے)

"بہادر" کون ہے؟ بڑا "مصنّف" کون ہے؟ "محقق" کون ہے؟ جو خدا کے ساتھ مذاق کرے — "ادیب" ہے ملک کا، قوم کا، "ادیب" ہے جی، بڑا بھاری "لٹریچر" ہے اس کے پاس، اور جناب "فیچر" بناتا ہے، "فرنیچر" بناتا ہے "(قوم کا بڑا غرق کرتا ہے) "بڑا ادیب ہے" اور جو قرآن لکھے؟ "پرانی باتیں ہیں جی، ملّا کی باتیں ہیں" کر لو مذاق ملّا کے ساتھ۔ دیکھئے کیا حشر ہوتا ہے (اللہ تمہیں ہمیں سب کو مصیبتوں سے بچائے، اللہ تعالےٰ ہماری قوم کو ہلاکتوں سے محفوظ رکھے)

تو آپؓ فرماتے ہیں کہ "اچھا؟ میں کیوں مسلمان ہوا؟ تو کیا جانتا ہے اسلام کو؟" بات چلی تو آخر کہا اس نے کہ "اچھا جی پھر مجھے بھی وہ بات سنا دیجئے جو آپ کے نبیؐ پر نازل ہوتی ہے"۔ پڑھنے والا خالد ابنِ ولید، میدانِ جنگ میں، ابھی جنگ شروع ہونے والی ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت بھی کرتے ہیں (تاریخ اٹھا کر دیکھ لو) خالد قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں اور دل سے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! تیرے سامنے کوئی مشکل ہے؟ میرے دل کو پھیر دیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گرا دیا، میں نے غزوۂ احد میں مسلمانوں کے کشتوں کے پشتے لگا دئے تھے، ستر مسلمان میں نے شہید کئے تھے۔ میں وہ سپہ سالار اور فوجی راز کا واقف ہوں۔ جیسے تو نے میرے دل کو پھیرا، محمدؐ کے قدموں میں گرایا (صلی اللہ علیہ وسلم) اے میرے اللہ! اس جرنیل کے دل کو تو نہیں پھیر سکتا —؟ قرآن پڑھتا میں ہوں، مزا تب ہے میری تلاوت ختم نہ ہو اور یہ پڑھ لے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط"— ہم ہوتے تو کیا کہتے؟ "اچھا قرآن سننا چاہنا ایں، ٹھہر جا میں استاد ہوراں نوں سد لیاواں۔ مینوں نے ہکیاں ہوندیاں نماز ماں پڑھائی سی تے فیر کدی پڑھی ای نہیں۔ میں بڑا بزی ہوناں واں۔ مینوں وقت ای نہیں ملدا، ٹیم ہی نہیں ملدا میں چوکی دار لگا ہویا واں۔ ٹیم نہیں ملدا" (پنجابی) — مسلمانوں کو ٹائم کہاں ملتا ہے۔ جس وقت اجل کا فرشتہ آئے گا تو پھر اس کو ٹائم ملے گا — سنبھل جاؤ، سمجھ جاؤ، اللہ تعالےٰ کی تنبیہوں کو دیکھ لو، خداوند تعالےٰ کی تنبیہوں سے اپنے آپ کو سنبھال لو، ورنہ دیکھ لو، (اللہ مجھے آپ کو مصیبتوں سے بچائے، اللہ ہمارے غریب بھائیوں پر بھی اپنا فضل و کرم فرمائے) میں اور آپ تصور نہیں کر سکتے، ہزاروں کی تعداد میں محمد رسول اللہ کی قوم کوئی فلسطین سے بھاگ رہی ہے۔ واللہ اعلم کیا بن رہا ہے وہاں پر۔ اللہ تعالےٰ کافروں کو ان کے اعمالِ بد کی سزا بڑی بُری طرح دے اور خداوند قدوس مسلمانوں کو فتحِ مبین نصیب فرمائے۔

حضرت خالد فرماتے ہیں کہ اچھا پھر میں پڑھتا ہوں، سن۔ خالد نے قرآن پڑھا اور دل سے دعا ہو رہی ہے۔ دعا کرتے ہیں، قرآن پڑھتے ہیں تلاوت ختم ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے جرجہ کہ یار خالد! سچی بات ہے، میں سمجھ گیا، دینِ اسلام سچا ہے۔ ہاتھ لمبا کر تاکہ میں بھی پڑھوں لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط

سامنے فوج ہے پوری جس کا جرنیل، سپہ سالار، کمانڈر اِن چیف۔ اس انتظار میں فوج کھڑی ہے کہ ہمارا کمانڈرانچیف گیا ہوا ہے۔ کچھ صلح کی بات چیت ہو رہی ہے۔ ان کو کیا خبر کہ ان کا کمانڈرانچیف جہنم سے نکل کر جنت میں پہنچ چکا ہے۔ یہاں سے پیغام بھیجتا ہے کہ سن لو

سربکف حُر مجاہدین نے اسلام کی سربلندی اور آزادیٔ وطن کے لئے

عظیم قربانیاں پیش کیں

سیّد محمد فاروق القادری

سندھ ایک ایسا خطہ ہے جس کو باب الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے۔ محمد بن قاسم جب اپنے جانباز اور سربکف مجاہدوں کو لے کر دیبل کے کنارے پہنچے تو مجاہدین کے لا الہ اللہ کے فلک شگاف نعروں سے عالم کفر میں زلزلہ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ جلد ہی محمد بن قاسم نے ملتان تک کا علاقہ لے لیا۔ یہاں حکومت مضبوط کرنے کے بعد جب محمد بن قاسم واپس ہُوا تو اس کے مجاہدین نے جو قربِ عہد نبویؐ کی وجہ سے اپنی ذات کی تعمیر سے فارغ تھے۔ سندھ کے گوشے گوشے میں ایسے اوصاف چھوڑ گئے۔ جن کی تابندگی اور درخشندگی تیرہ سو سال گزر جانے کے بعد بھی ماند نہیں ہوئی۔ جو یادگاریں بطور ورثہ سندھ کو ملیں، ان میں اغیار کی غلامی سے آزادی، حریت فکر و ضمیر مہمان نوازی اور اسلامی قدروں سے والہانہ محبت شفقت خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ماضی قریب میں انگریز سامراج سے آزادی حاصل کرنے کے لئے سندھ نے ایسے ہاتھ پاؤں مارے جن کو آنے والا مورخ کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

جب بیس ہزار مربع میل پر مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اور حُروں کی بستیاں جلا کر خاکستر کر دی گئیں

خلاف تحریک جس کا مقصد ترکوں سے الحاق اور انگریزی استبداد سے آزادی تھی۔ خاک سندھ ہی سے اٹھی۔ سندھ کے طول و ارض میں پھیل کر باہر نکلی اور پورے ہندوستان پر چھا گئی۔ اس سے حکومت انگلشیہ کو دھکا لگا کہ اس کی بنیادیں ہل گئیں۔ اس بارے میں مولانا تاج محمود امروٹیؒ کی مساعی جمیلہ کو فراموش نہیں کیا جا سکتا جنہوں نے سندھ میں انگریزی حکومت کو اتنا کمزور کر دیا پھر پنپ نہ سکی۔ مولانا مرحوم کے بعد پیر سید صبغتہ اللہ شاہ دوم عرف پیر پگاڑو نے اپنی حُر تحریک کے ذریعے انگریزی سامراج کے خلاف اتنا مضبوط اور منظم مقابلہ کیا جس کی نظیر تاریخ سیاست میں نہیں ملتی لیکن افسوس ہے کہ پیر صاحب کی شخصیت (جو بیک وقت عرفان و سلوک کا امام اور مرد میدان تھا) کسی مصلحت کے تحت و بیز پردوں میں مستور ہو کر رہ گئی ہے۔ جس شخص نے اپنی جان انگریز دشمنی میں جان آفرین کے سپرد کی جس کو جنازہ تک نصیب نہ ہُوا اور جس کی گور کا آج تک پتہ نہ چل سکا۔

مشکل ہی ہے پاکستان کا کوئی ایسا شہری ہوگا جو حروں کے نام سے واقف نہ ہو۔ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ کے بعد تو حر مجاہدین کے کارنامے بالکل ہی منظر عام پر آ گئے۔ حُر تحریک سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے حُر کی یادگار کے طور پر عالم وجود میں لائی گئی ہے جس کا مقصد خاندان نبوت کے ساتھ وفاداری اور ان کے مشن پر قربان ہو جانا ہے۔

راشدیہ خاندان

اس خاندان کے مورث اعلیٰ شہباز ولایت قبلہ عالم سید محمد راشد رحمتہ اللہ علیہ مشہور بزرگ گزرے ہیں۔ جن کا روضہ آج بھی پیر گوٹھ میں مرجع انام ہے۔ آپ کے مرید و معتقد کروڑوں کی تعداد میں دنیا کے ہر حصے میں پائے جاتے ہیں۔ راشدی خاندان آپ سے ہی منسوب ہے۔ اس خاندان نے سینکڑوں عالم، صوفی، شاعر اور سیاستدان پیدا کئے ہیں۔

ضلع سانگھڑ کے ایک خاص علاقے میں اس تحریک نے اپنا عملی پروگرام شروع کیا۔ اور ۱۸۹۶ء میں حُر حکومت کا اعلان کر دیا گیا۔ بچہ فقیر بادشاہ پیرو وزیر کے نام اور کارناموں سے سندھ کا بچہ بچہ واقف ہے سندھ کے اکثر حصے کے سرکاری نظام پر حر قابض ہوگئے۔ پیر سید صبغتہ اللہ شاہ دوم پر حکومت کی پہلے سے نظر تھی۔ چنانچہ سرکاری اجازت کے بغیر انہیں باہر نکلنے کی ممانعت تھی۔ بالآخر ایک خاص عدالت قائم کرکے پیر صاحب کو آٹھ سال قید کی سزا دی گئی۔ اس مرد آہن نے خندہ پیشانی کے ساتھ اس کو قبول کر لیا مگر اپنے نظریئے سے ذرہ بھر پیچھے نہیں ہٹا۔ انگریزی حکومت نے حر تحریک کو جو خالص دینی اور حب الوطنی کے جذبے سے سرشار تھی، سختی سے کچلنا شروع کیا۔ اس چیز نے سرکاری افسروں کے خلاف عوام میں اور زیادہ نفرت اور برہمی پیدا کی۔ مکار انگریز حر تحریک کے دور رس نتائج سے بے خبر نہیں تھا۔ چنانچہ وہ ہر قیمت پر صفحۂ ہستی سے اس اس تحریک کا نام مٹا دینا چاہتا تھا۔ چنانچہ انگریزوں نے بہادر حروں کو ختم کرنے کے سلسلے میں انتہائی بہیمیت اور درندگی کا مظاہرہ کیا۔ مجرم اور غیر مجرم کی تمیز کے بغیر حروں کی بستیاں جلائیں۔ ان کے جانوروں اور انسانوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا۔ ان کی عورتوں کی بے حرمتی کی، عدالتی فیصلوں کے بغیر ان کی زمینیں اور جائدادیں ضبط کر لیں خاص ٹربیونل یا مارشل لاء کی عدالتیں قائم کرکے سینکڑوں افراد کو موت کے گھاٹ اتار دیا عمر قید کی سزا دی۔ بے شمار افراد صوبہ سے جلا وطن کر دیا گیا۔ اس پر ہر قسم کی معاشی قدغن لگائی گئی۔ حر تحریک کی طاقت اور اس کے اثرات کا اندازہ درج ذیل باتوں سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔

حُر تحریک کی طاقت اور اس کے اثرات

جب اتنے تشدد اور سختیوں کے باوجود سربکف بہادر حر کسی طرح بھی انگریز کے قابو میں نہ آئے تو اس نے پوری طاقت اس طرف لگا دی۔ چنانچہ جب سندھ حکومت اس تحریک آزادی کو کچل نہ سکی تو مرکزی حکومت نے فوج بھیجی۔ تقریباً بیس ہزار مربع میل علاقے پر مارشل لاء نافذ کر دیا گیا۔ رات کے وقت کرفیو نافذ ہوتا تھا

علاقہ میں ایک سال رات کے وقت ریل گاڑیاں نہیں چل سکیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایک وقت میں تیس ہزار سے زیادہ رائفلیں اور مشین گنیں اس تحریک کے خلاف استعمال کی گئیں۔ پیر صاحب قبلہ کے پیر گوٹھ والے مکان اور سانگھڑ والے بنگلہ کو بارود سے تباہ کر دیا گیا۔ پیر صاحب کی ملکیت ضبط کر لی گئی اور ان کو انگریزی حکومت کے خلاف منظم بغاوت کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ مارشل لاء کے تحت فوجی عدالت نے انہیں موت کی سزا دے دی۔ جس کی کارروائی آج تک مخفی ہے۔ حروں کو اس طرح کچلنے کے باوجود ان کے عظیم قائد کی سزا کی کارروائی کھلے بندوں شائع کرنے کی جرأت انگریز سے نہ ہو سکی۔ اس موقع پر انگریزوں کی طرف سے یہ بھی کہا گیا کہ پیر صاحب نے عراق کے مشہور انقلابی راشد علی اور فلسطین کے مفتی امین الحسینی سے بھی ملاقات کی ہے۔ نیز پیر صاحب نے غازیوں کی تربیت کے لئے بنگال کے انقلابیوں میں سے بھی کچھ آدمی منگوائے ہیں۔

پیر پگارڈ صاحب نے حروں کے دلوں میں اپنی عقیدت و محبت اور جاں نثاری کا جو بے پناہ جذبہ پیدا کیا اس کا اندازہ صرف اس واقعے سے ہو سکتا ہے۔

جب پیر صاحب مرحوم کو نظر بند کر دیا گیا تو بچو بادشاہ پیر و وزیر کے نام جبراً ان سے ایک خط لکھوایا گیا کہ اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دو۔ خط پر پیر صاحب کی مہر ثبت تھی۔ دور سے جب انہیں خط دکھایا گیا تو انہوں نے خط کی طرف رُخ کیا۔ لیکن انگریز کی مکاری ضرب المثل ہے۔ جو بچو بادشاہ نزدیک ہوا تو کسی انگریز پولیس افسر نے فائر کر دیا۔ گولی بچو بادشاہ کے سینے میں لگی۔ سانس کی آخری رمق تک آگے بڑھتا رہا۔ قریب پہنچ کر گرا اور یہ کہہ کر رخصت ہوا کہ تم لوگ گواہ رہنا مرشد کے خط کو میں نے پیٹھ نہیں لگائی۔

"گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے"

حکومت نے اپنے نمائندوں کے ذریعے پیر صاحب کو معافی مانگنے کے لئے آمادہ کرنا چاہا۔ لیکن اس مرد مجاہد نے ماتھے پر شکن ڈال کر کہا "میں تختہ دار پر چڑھنا منظور کر سکتا ہوں۔ موت کے گلے میں باہیں ڈال کر خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کر سکتا ہوں۔ لیکن ایسی کافر حکومت ہے جس کی بنیاد جور و استبداد پر ہے۔ معافی مانگنے کو ہرگز تیار نہیں۔ انگریزی سامراج سے قوم کو آزاد کرانا پیر صاحب کے نصب العین میں تھا۔ اسی مقصد کے حصول کی خاطر اس نے سر دھڑ کی بازی لگائی۔ حضرت پیر صاحبؒ نے قوم کو اغیار کی غلامی سے آزاد کرانے اور اسلام کو سر بلند کرنے کے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔ مگر ناقدر شناس زمانے نے ان کو وہ مقام نہیں دیا جو ان کا حق تھا۔

احمد سوشیل

ایک جانباز لڑکی

جو اسلام کے لئے آگ کے شعلوں میں کود گئی

وہ اپنے باپ کی طرح نیک اور شریف النفس تھی۔ لوگ اسے این اسکیو کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اس کا باپ سر ولیم اسکیو ہنری ہشتم (شاہ انگلستان) کے عہد کا ایک دولت مند شخص تھا۔ اس کو مذہب سے خاص لگاؤ تھا۔ این اسکیو کو بھی مذہب سے غیر معمولی دلچسپی تھی۔ یہ دلچسپی اسے اپنے باپ سے ورثہ میں ملی تھی۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد این اسکیو کو قرآن کے مطالعہ کا شوق ہوا اس کا یہ مطالعہ تفریحی نہ تھا۔ اس نے قرآن میں غور و فکر سے کام لینا شروع کیا۔ اس نے اپنے لئے زندگی کے بہت سے قیمتی اصول قرآن سے اخذ کئے۔

این اسکیو کی شادی کر دی گئی۔ شوہر بے حد مالدار تھا لیکن اس کے اور این اسکیو کے خیالات اور مزاج میں کوئی مناسبت نہ تھی۔ شوہر کی طرف سے این اسکیو کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچیں۔ لیکن کبھی بھی اس نے اپنے باپ سے شکایت نہ کی۔ شوہر کو قطعاً پسند نہ تھا کہ وہ قرآن سے شغف رکھے اور یہی چیز این اسکیو کے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ تھی۔ وہ رومن کیتھولک مذہب کا پیرو تھا۔ اس نے سختی کے ساتھ اس کو قرآن پڑھنے سے روکا لیکن این اسکیو اس قربانی کو کسی قیمت پر گوارا نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے کہا۔

"تمہارا ہر حکم سر آنکھوں پر، لیکن تمہاری یہ بات کہ میں قرآن نہ پڑھوں میرے بس سے باہر ہے۔"

اس نے قرآن کا مطالعہ جاری رکھا۔ مذہبی ٹھیکیداروں نے اس کے شوہر کو بُری طرح اکسایا کہ جس طرح بھی ہو سکے اس کے ذہن کو بدلو۔ بالآخر اس نے این اسکیو کو گھر سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ اس کے ساتھ دو بچے تھے۔ وہ اپنے بچوں کو لئے ہوئے باپ کے یہاں آ گئی لیکن باپ کے یہاں بھی وہ زیادہ دن نہ رہ سکی۔ مخالفوں نے وہاں بھی اسے چین سے رہنے نہ دیا۔ ایک طرف مخالفتوں اور مصیبتوں کا طوفان تھا دوسری طرف این اسکیو کو جس چیز کی سب سے زیادہ فکر تھی وہ یہ کہ وہ ہر قیمت پر اپنے ضمیر کی آواز کو زندہ اور اپنے ذہن و فکر کو روشن رکھنا چاہتی تھی —— وہ رات کا وقت تھا جب اس نے باپ کے گھر کو بھی خیرباد کہا۔ رات کی خاموشی میں وہ گھر سے نکل پڑی اور لندن کے لئے روانہ ہو گئی۔ وہ ایک تعلیم یافتہ خاتون تھی۔ اس لئے لندن پہنچنے میں اسے کوئی خاص دشواری پیش نہ آئی۔

لندن میں اسے کچھ سکون ضرور حاصل ہوا لیکن یہ سکون بس تھوڑے ہی دنوں کے لئے تھا۔ گویا سخت دھوپ میں تھوڑی دیر کے لئے بادل

کا کوئی ٹکڑا سر پر آ گیا تھا جس کی وجہ سے اسے سایہ ضرور ملا لیکن یہ سایہ بہت جلد کھسک گیا۔ ایک طرف ایک ایسی عورت تھی جس کے دل میں کچھ ایسے خیالات نے گھر کر لیا تھا جس کو عیسائی دنیا بدعت، بے دینی اور معلوم نہیں کیا کیا کہتی تھی۔ لیکن وہ اسے سب سے زیادہ محبوب اور عزیز تھے۔ دوسری طرف وہ آزمائشیں تھیں جو ڈراؤنی صورتوں میں بار بار آکر اسے ڈرایا کرتی تھیں۔ شرارت پسند لوگوں نے اسے چین سے نہ رہنے دیا۔ انہوں نے اپنے جاسوس چھوڑے۔ گھر تو اس سے چھوٹ ہی گیا تھا۔ باہر کی دنیا نے بھی اسے پناہ دینے سے انکار کر دیا۔ لیکن ان تمام باتوں کے باوجود اس کی روح نے جس دنیا کی دریافت کی تھی اس سے ہجرت اس لئے ممکن نہ تھی کہ یہ وہ دنیا تھی جو اس کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔ اس دنیا کے دلکش نغموں کی آوازیں اس کی روح کو برابر سنائی دے رہی تھیں۔ ان کی صدائے بازگشت بھی وہ ہوا کی ہر لرزش اور تاروں کی ہر گردش میں سن رہی تھی۔ یہ ایک ایسا نغمہ تھا جو تاریک رات کی خاموش فضا میں بہت قریب سے سنائی دیتا تھا۔ دن کے ہنگاموں میں اس کی آواز کچھ مدھم ضرور پڑ جاتی تھی لیکن بالکل ختم نہیں ہوتی تھی۔ این اسکیو اپنے ہی دیار کے لئے اجنبی ہو چکی تھی لیکن اس کی تسکین کے لئے یہ کم نہ تھا کہ لندن کے لوگوں کے لئے صرف وہی نہیں بلکہ ساری کائنات اجنبی تھی کیونکہ وہ اس نغمہ کو بالکل نہیں سن رہے تھے جو کائنات کے پیمانے سے چھلک رہا تھا پھر اسکیو کو اس کا غم کیوں ہوتا کہ لوگ اسے سمجھنے میں ناکام رہے ہیں۔

لندن کے پادری کو اس کی اطلاع کر دی گئی کہ این اسکیو بالکل بے دین ہو گئی ہے اور اس نے لندن میں آکر پناہ لی ہے۔ اسے پادری کے یہاں طلب کیا گیا۔ لوگ یہ دیکھ کر حیران تھے کہ اس کے پاس پادری کے ہر سوال کا معقول جواب تھا۔ اس نے اپنے دلائل سے یہ ثابت کر دیا کہ اس نے جو راستہ اختیار کیا ہے وہ بہت سوچ سمجھ کر اختیار کیا ہے۔ وہ جو کچھ کر رہی ہے، سنجیدہ غور و فکر کے نتیجے میں کر رہی ہے وہ کسی سطحی اور غلط قسم کے فکر و خیال میں ہرگز مبتلا نہیں ہے۔ لیکن جاہلی عصبیت کے سامنے کب کوئی دلیل و حجت مانی جاتی ہے ـــــ جہاں حق پرستی کے بجائے کوئی اور چیز کام کر رہی ہو وہاں کسی انصاف کی توقع کرنا حماقت کے سوا اور کچھ نہیں۔

این اسکیو کو حاکمِ شہر کے پاس بھیج دیا گیا۔ اب وہ زیرِ حراست اور سخت نگرانی میں تھی۔ بشپ کے حکم سے اس کے پاس ایک پادری کو محض اس لئے بھیجا گیا کہ وہ اسے دوبارہ عیسائیت کی طرف لانے کی کوشش کرے۔ شاید بشپ کو خبر نہ تھی کہ اس طرح کی بے معنی اور سطحی کوششوں سے اس ایمان کو دلوں سے نہیں نکالا جا سکتا جو درد و سوز اور ساتھ ہی کمال درجہ کا سکون بن کر دلوں میں جگہ پیدا کر چکا ہو۔ پادری کو اپنے مقصد میں ناکام ہونا تھا وہ ناکام ہی رہا۔

معاملہ نے اب سنگین شکل اختیار کر لی۔ لندن کے بشپ بونر نے اس معاملہ کو خود اپنے ہاتھ میں لیا۔ بونر نہایت تعلیم یافتہ اور ہوشیار شخص تھا۔ اس نے این اسکیو سے ملاقات کی تاکہ وہ اس کے خیالات سے براہ راست واقف ہو سکے اور خود اسے راہ راست پر لانے کی کوشش کر سکے۔ بونر نے این اسکیو سے بہت سے سوالات کئے جن میں کئی ایک سوال نہایت پیچیدہ قسم کے تھے۔ این اسکیو نے اس کے تمام ہی سوالات کا مسکت جواب دیا۔ چند روز کے بعد این اسکیو رہا ہو گئی۔

اب این اسکیو جیل سے باہر تھی۔ اتفاق سے ملکہ کیتھرائن سے اس کی دوستی ہو گئی۔ وہ اکثر ملکہ ہی کے ساتھ رہتی۔ ایک سال کا زمانہ نہایت عافیت اور سکون سے گذرا۔ پادریوں کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو این اسکیو اپنے خیالات سے ملکہ کو متاثر کر دے۔ این اسکیو کو دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس دفعہ وہ شاہی مجلس میں پیش ہوئی۔ وہاں بھی اس سے پہلے کی طرح کئی ایک سوالات کئے گئے۔ اس نے ہر سوال کا جواب نہایت جرأت کے ساتھ دیا۔ دربار شاہی میں دو دن تک این اسکیو کا بیان چلتا رہا۔ دوران مقدمہ این اسکیو سے جب یہ پوچھا گیا کہ تم نے یہ نئے قسم کے عقائد و خیالات کہاں سے اخذ کئے ہیں تو اس نے صاف لفظوں میں کہا "یہ اصول و خیالات میں نے قرآن سے لئے ہیں۔" قرآن کا نام سنتے ہی بشپ غصے سے بھر گیا۔ اس نے غضبناک ہو کر کہا "تمہیں زندہ جلا دیا جائے گا۔"

این اسکیو کے لئے اب پھر وہی جیل کے قید و بند اور اس کی سختیاں تھیں۔ اب وہ محض مذہب کی گنہگار نہ تھی بلکہ اسے ملکی مجرم قرار دیا گیا اور اس کے خلاف باقاعدہ مقدمہ چلایا گیا۔ بالآخر فیصلہ پادریوں کی خواہش کے مطابق ہوا۔ حکم ہوا کہ این اسکیو کو زندہ جلا دیا جائے۔

اسکیو نے عدالت کے اس وحشت ناک فیصلے کو ہنستے ہوئے سنا۔ اس کی پیشانی پر کوئی شکن نہ تھی۔ اس کے محبوب اصول اس سے قربانی مانگ رہے تھے اور وہ اس کے لئے بالکل تیار تھی۔ شاید اس نے اس لمحہ کو زندگی کا سب سے قیمتی لمحہ سمجھا جب وہ اپنے اصولوں کو صداقت پر قربان ہو جائے۔ اس تصور سے کہ اس کے حصے میں بھی کوئی ایسا قیمتی لمحہ ہے وہ مسرتوں میں کھوئی جا رہی تھی۔

جیل میں اس کے پاس مذہبی ٹھیکیداروں کا ایک وفد آیا اور اس نے اس سے درخواست کی کہ وہ اپنے اوپر رحم کرے اور تائب ہو کر اپنے قصور کی معافی مانگ لے۔ لیکن یہ وفد بھی اسے حق سے برگشتہ کرنے میں ناکام رہا۔ این اسکیو کو شکنجوں میں کس دیا گیا اور اسے سخت سے سخت اذیتیں پہنچائی جانے لگیں۔ لیکن وہ حق سے پھر نہ سکی۔ اسے آگ میں جلانے کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ وہ دن نزدیک سے نزدیک تر ہوتا جا رہا تھا جس دن اسے آگ میں جلنا تھا۔ بالآخر وہ وقت آ گیا جس کا لوگوں کو شدت سے انتظار تھا۔

جس دن این اسکیو کو آگ میں جل کر ایمان کی تپش اور حرارت کا ثبوت بہم پہنچانا تھا۔

این اسکیو کو ایک ستون سے باندھ دیا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں جلانے کی تیاریاں مکمل ہو گئیں۔ اسکیو کے چہرے پر کوئی افسردگی نہ تھی۔ وہ آنے والے وقت کی منتظر تھی۔ اس نازک موقع پر بھی بشپ نے اپنی تمام تر کوششیں صرف کر دیں۔ این اسکیو کو بادشاہ کا معافی نامہ بھی دکھایا گیا کہ اگر وہ اپنے نئے قسم کے خیالات سے تائب ہو کر اپنے قصور کی معافی مانگ لیتی تو اس کی زندگی بچا لی جائے گی۔ این اسکیو نے ان تمام باتوں کے جواب میں کہا:۔

"میری راہ تو وہی ہے جس پر چلنے کے لئے میں تیار ہوں۔"

لکڑیوں کو آگ لگا دی گئی۔ ابھی زیادہ وقت نہیں گزرا تھا کہ لوگوں نے دیکھا کہ اس حق پرست اور جانباز خاتون کا جسم جل کر خاک ہو چکا ہے۔ لیکن آگ کے شعلوں نے اس کی روح کو کس قدر حسن و توانائی بخشی، اس کی خبر کسی کو نہ ہو سکی۔

بقیہ: مجلس ذکر

اس دنیا میں کوئی کسی کا نہیں

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے اس دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہے، نہ بھائی، نہ بیٹی، نہ بیوی، نہ دوست، کل اگلے جہان میں جو نفسی نفسی کا دَور آئے گا تو بیٹا کہے گا۔ اگر باپ جہنم میں جاتا ہے تو جائے مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ بھائی بھائی کو نہیں جانتا ہوگا، بیٹی اپنی ماں کو نہیں پہچانے گی، ماں بیٹی کو نہیں جانے گی۔ ہر کوئی کہے گا مجھے جنت میں جانے دیجئے باقی ساری دنیا کو جہنم میں ڈال دیجئے مجھے پرواہ نہیں ہے۔ وہ دور تو وہاں ہو گا۔ اس دنیا میں بھی نفسی نفسی کا ہی دَور ہے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے "کوئی کھلے کوئی ڈھکے چھپے" دشمن تو سارے ہی ہیں۔ ایک اللہ اور اللہ والے یا اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) وفادار ہیں باقی سب غدّار اور مطلب کے یار ہیں۔ سب ہم نوالہ و ہم پیالہ ہیں آج آپ کے پاس کھانے کھلانے کو ہے۔ سارے آپ کی تعریف کرنے والے ہیں۔ کل کو کچھ نہیں ہو گا تو سب مطلب کے یار دغا دے جائیں گے۔

"کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا انساں سے رہتا ہے"۔

روشنی میں تو سایہ پیچھے لگا ہے، سائے کی طرح دوست بھی ساتھ رہتے ہیں اور وہ دوست آپ کے ہم نوالہ و ہم پیالہ ہیں۔ لیکن جس وقت آپ کے پاس پیالہ نہیں ہو گا تو ہم نوالہ کہاں ہوں گے؟ بُرے وقت میں کوئی کسی کا ساتھ نہیں دیتا۔ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی۔

ایک شخص کا اپنا بیان

بعض دوستوں نے سنایا کہ وہ بیمار پڑ گئے، ایسے بیمار پڑ گئے کہ اللہ کی پناہ۔۔ کراچی میں منگوپیر سے آگے کوڑھیوں کے علاج کا ایک چشمہ ہے۔ مجھے ایک صاحب وہاں ملے، اتفاق سے دیوبند کے ایک استاد مولانا اصلح الحسینی صاحب جو درجہ فارسی کے استادِ اعلیٰ تھے۔ اور الجمعیۃ کے ایڈیٹر بھی رہ چکے ہیں اور آج کل ریڈیو پاکستان کراچی میں ملازم ہیں وہ بھی ساتھ تھے وہاں ایک کوڑھی مل گیا۔ کہنے لگا جی میں لاکھوں اربوں کی جائیدادوں کا مالک تھا۔ اب بھی قانوناً ہوں۔ لیکن مجھے مرض لگ گیا تو میری بیوی کیا، بچے کیا، دوست کیا، سارے شدید نفرت کرنے لگے ہیں۔ پانی مانگوں تو قریب سارے سو رہے ہیں آنکھیں بند کر کے، پانی نہیں دیتے۔ وہ کہتے تھے کہ کوئی بھی کسی کا نہیں۔ اُس وقت مجھے یقین نہیں آتا تھا، اب تو میرے پاس کوئی مجھے پوچھنے بھی نہیں آتا، خط بھی نہیں ڈالتا۔

دنیا اور اس کے بے وفا ساتھی؟

ایک اور یہاں پر بیرسٹر ہیں۔ کروڑ پتی، صاحب جائیداد، زمیندار ابھی زندہ ہیں۔ بڑے بڑے لیڈر اور علماء کرام ان کے ہاں آ کر ٹھہرا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ان سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ اکثر یہاں کے بڑے لوگ جانتے ہیں نام نہیں لیتا۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ بعض اوقات نوکروں کو بلاتا ہوں، پاس پھر رہے ہوتے ہیں لیکن چپ سادھ لیتے ہیں۔ جواب نہیں دیتے اس لئے کہ کوئی نہ کوئی کام بتا دوں گا۔ انہوں نے کہا بعض اوقات بیٹے اور پوتے پاس موجود ہوتے ہیں، بلاؤں تو وہ بھی جواب نہیں دیتے۔ آنکھوں سے بچارے معذور ہو چکے ہیں۔ ہندوستان کے بہت بڑے بیرسٹر قبل از تقسیم ملک کے بہت اونچے عہدوں پر چلے آ رہے تھے۔ سب سے اونچی پوسٹ پر خدا نے انہیں پہنچا دیا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے والوں میں سے کسی نے کہا میری سفارش کر دیجئے۔ آپؒ نے ان کے نام خط دے دیا۔ انہوں نے معذرت کرتے ہوئے جواب میں کہا ابھی میں ریٹائر بھی نہیں ہوا تھا جب میرے ماتحتوں اور دوستوں کو پتہ چل گیا جن کو میں نے اونچے اونچے عہدوں پر مقرر کیا تھا اور ملازمت بھی دلوائی تھی، انہوں نے آنکھیں پھیر لیں اور میرے جو مخالف تھے اور بعد میں میری جگہ آنے والے تھے محض دین کی وجہ سے وہ مجھے پسند نہ کرتے تھے۔ وہ لوگ ان کے ساتھ مل گئے اور میرے ہوتے پہلے جو مجھے جھک جھک کر سلام کیا کرتے تھے اب منہ دوسری طرف پھیر لیتے تاکہ جواب ہی نہ دینا پڑے۔ ریٹائر تو میں تین چار مہینے بعد جا کے ہوا لیکن میرے سامنے یہ لوگ طوطا چشم بن گئے۔

حضرتؒ کے دل میں اللہ کے سوا کسی کا خوف نہ تھا۔

عہدہ اگر اطمینان کا نسخہ ہوتا تو پھر ماتحتوں میں سے کوئی بھی اس کا غدار نہ بنتا۔ جن بادشاہوں کے میں نے نام لئے ہیں اگر دولت اور عہدہ میں ان کو چین ملتا تو پھر یہ بچارے راتوں کو سونے کے لئے کیوں بے چین پھرتے۔ اب حال ہی میں عراق میں جو کچھ راتوں رات ہوا ہے، اس بچارے کو پتہ تھا کہ میرے دوستوں نے میرے ساتھ کیا کرنا ہے؟ اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ سے ڈر لگتا ہے اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ڈر لگتا ہے اور یا اللہ والوں سے ڈر لگتا

ہے کہ ان کی ادنیٰ گستاخی کرکے کہیں جہنم مول نہ لے لیں - اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ چین تمہاری دولت ہے، چین بچے ہیں یا ماں باپ ہیں - یا فوجیں ہیں بلکہ فرمایا

چین چاہتے ہو، اطمینان چاہتے ہو تو جتنا ذکر کرو گے اتنا ہی چین نصیب ہو گا - اللہ والوں کو نہ دولت کی پرواہ نہ دشمنوں کی پرواہ نہ دوستوں کی پرواہ - حضرت رحمۃ اللہ علیہ بڑے مرنجاں مرنج، با اخلاق تھے - کسی کا دل دکھانا جانتے ہی نہیں تھے ؎

شنیدم کہ مردان راہِ خدا!!
دلِ دشمناں ہم نکردند تنگ!!

لیکن وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کسی کی پرواہ نہیں، نہ ایوب کی، نہ توپوں کی، نہ کسی گورنر کی، نہ کسی گورنر کے باپ کی - لیکن وہ فرمایا کرتے تھے کہ ڈر لگتا ہے اللہ تعالیٰ ناراض نہ ہو جائیں - اس کو راضی کرنے کے لئے شب و روز لگے رہتے - فرماتے ہر وقت شیطان تاک میں ہے - کوئی پتہ نہیں کس وقت شیطان ہمیں شکست دے دے - اور یہ دین جو ساری زندگی اللہ اللہ کرکے کمایا ہے وہ سارے کا سارا بھسم نہ ہو جائے - فرمایا کرتے تھے قبر تک اللہ تعالیٰ ایمان کو ساتھ لے جانے کی توفیق دے اور یہ ہمارے سب اعمال تب کام آئیں گے کہ ایمان پر خاتمہ ہو جائے - آپ کی عجیب کیفیت تھی کہ کئی کئی روز نہ کھانا نہ پینا لیکن رات کو کہتے بیٹا تم سو جاؤ میرے معمولات پورے نہیں ہوئے - دن کو مرد عورتیں اور دیگر ملنے والے پریشان کرتے تھے - ادھر درس و تدریس ان کا بہت زیادہ طویل ہوتا تھا اور معمولات پورے نہ ہو پاتے - ساری رات اونگھتے رہتے تھے اور معمولات پورے کرنے کی فکر دامن گیر رہتی - ساری رات لیٹتے نہ تھے - اس وقت لیٹتے جب معمولات پورے ہو جاتے - یہ ان اللہ والوں کا حال ہے جنہوں نے کبھی صغیرہ گناہ کا بھی تصور نہیں کیا چہ جائیکہ کبیرہ گناہ ان سے سرزد ہو جاتا اور ادھر ساری زندگی اللہ اللہ کرنے میں گذری ؏

نزدیکاں را بیش بود حیرانی

؏ قربِ شاہاں آتشِ سوزاں بود

یہ چیز اللہ والوں کی صحبت میں جا کر ملتی ہے اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اللہ والوں کی جوتیوں کی خاک میں وہ موتی ملتے ہیں جو دنیا کے بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے - ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ چوبیس گھنٹے وہ بیٹھے ہوتے ہیں دوستوں کی محفل میں لیکن دل بیار، دست بکار، لو اللہ کے ساتھ لگی ہوتی ہے، بظاہر کسی کو پتہ نہیں ہوتا - یعنی دل ان کا اللہ کی یاد میں مشغول ہوتا ہے - کوئی پہچان نہیں سکتا - ان کو اللہ والے کہتے ہیں - ہوش در دم، سفر در وطن، خلوت در انجمن - یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے لگا ہوا ہے - اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں بھی ان کے نقشِ قدم پہ چل کر جو توبہ کی توفیق دی ہے اور اپنی یاد کی جو تھوڑی بہت توفیق دی ہے اس کو تا زیست نبھانے کی توفیق دیں اور قبر میں بھی اللہ تعالیٰ ایمان کامل کے ساتھ جانے کی توفیق دیں - پھر بے نکری ہے قبر تک امتحان ہے - اگر ایمان پر خاتمہ ہوا تو پھر انشاء اللہ برزخ کی زندگی میں بھی اور مالکِ یوم الدین کی عدالت میں بھی چین ملے گا اور اعمال صالحہ وہاں جا کے انشاء اللہ چین کی زندگی دیں گے -

اللہ والوں کو دین و دنیا کا چین ملتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلدُّنْیَا سِجْنُ لِلْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃٌ لِلْکَافِرِ - دنیا مومن کے لئے قید خانہ ہے اور کافر کے لئے راحت کی جگہ ہے - مومن کو اگر دنیا میں کوئی پریشانی ہے بھی تو آنکھیں بند ہوتے ہی چین نصیب ہو جائے گا - عاقبت کی پریشانی سے اُسے نجات مل جائے گی اور دنیا میں بھی اگر چین چاہتے ہیں تو وہ اللہ کے نام کے سوا نصیب نہیں ہو سکتا - اللہ والوں کو دیکھئے، ان کو دنیا میں بھی چین، آخرت میں بھی چین - حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ - حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ داتا گنج بخشؒ، حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (دلی کے بے تاج بادشاہ) ان حضرات کے دم قدم سے اسلام زندہ ہے - انہی کی وجہ سے ہمیں کلمہ نصیب ہوا - یہ لوگ واقعی دنیا میں بھی چین کے ساتھ رہے اب قبروں میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے بہرہ وافر حاصل کر رہے ہیں اور ہم یوں دل کے اندر انہیں محسوس کرتے ہیں جیسا کہ زندہ اور تابندہ ہیں - زندہ لوگوں کی اتنی قدر نہیں جتنی ان کی ہے اور جوں جوں زمانہ گزرتا چلا جا رہا ہے ؏

نوشیرواں نمرد کہ نام نکو گذاشت!

وہ نیک نامی چونکہ دنیا میں چھوڑ گئے ہیں اس لئے ان کو موت آ سکتی ہی نہیں جیسے شہداء کے لئے موت نہیں ہے بلکہ ابدی حیات ہے - ایک اللہ کی ذات ہے جو ازلی ابدی ہے جس کے لئے حیات ہے - باقی کسی کے لئے حیات نہیں ہے - کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ - (پ۲۰ س القصص ع۹ آیت ۸۸)

وہ اس کو یاد کرتے ہیں - اس کا نام بلند کرتے ہیں - اس کے لئے اللہ تعالیٰ ان کو بھی حیاتِ جاوید نصیب فرماتے ہیں - حیاتِ جاوید انہی کو ملتی ہے جنہوں نے نیک کام کئے -

دعا - اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اعمال صالحہ کرکے اور ذکر اللہ کی برکات حاصل کرکے چین اور اطمینانِ قلب نصیب فرمائے - آمین!

خط و کتابت
کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں

بچوں کا صفحہ

ہمسایہ سے سلوک

محمد یعقوب بورسٹل جیل

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

دینی ماحول بنانے پر محنت کرنا اور دین کی جزئیات کی دعوت دینا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح امت کا مخصوص فریضہ ہے۔ افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ ہم میں جو لوگ بے دین ہیں ان کا تو ذکر ہی کیا۔ وہ تو دین سے بہت ہی دور جا چکے ہیں۔ وہ تو دین کی باتوں کو پسند بھی نہیں کرتے۔ دکھ تو ان لوگوں کا ہے، کہ جو اپنے آپ کو دیندار سمجھتے ہیں دین سے محبت بھی رکھتے ہیں، دین کی باتیں سنتے سناتے بھی ہیں، لیکن ان دینداروں کے اندر یہ مرض ہے کہ جب ان لوگوں کو کسی عالم کے ذریعہ یا کتاب کے ذریعہ کوئی ایسی بات معلوم ہوتی ہے کہ جن کے خلاف یہ لوگ عمل کر رہے ہیں تو اس کو عمل میں لانے کی کوشش نہیں کرتے۔ ارے خدا کے بندو! سوچو کہاں جا رہے ہو کیا تمہیں مرنا نہیں کیا تمہیں خدا کے روبرو نہیں ہونا کہاں گریز کرو گے۔ اور کیا تمہیں اس بات کا یقین نہیں کہ اس نے مجرموں کے لئے جہنم بنائی ہے۔ اگر ان سب باتوں کا یقین ہے تو پھر خدارا ان باتوں کو پڑھو اور ان کے مطابق اپنی زندگی سنوارو۔ سنیئے۔ عام مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے اور ان کو برا بھلا کہنے کے سلسلہ میں تو آپ اس سے پیشتر اسلام اور اصلاح معاشرہ کے نام سے مضمون پڑھتے رہتے ہیں۔ تو بندۂ ناچیز بھی اکابرین کے لکھے ہوئے ذخیرہ پر نظر ڈالی کہ کسی چیز کو منتخب کر کے احباب کے سپرد کروں، تو اب ان لوگوں اور ان پڑوسیوں کے بارے میں جن کے آپ قریب رہتے ہیں۔ چند احادیث نقل کرتا ہوں۔ آپ براہ کرام اس کو غور سے پڑھیں اور عمل کریں کہ پڑوسیوں کے کیا حقوق ہیں چنانچہ:

● — مروی ہے کہ ایک موقعہ پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوسیوں کے حقوق کی اہمیت بیان کی تو فرمایا کہ خدا کی قسم وہ شخص مومن نہیں حتیٰ کہ تین بار انہی الفاظ کو دہرایا تو صحابۂ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون شخص مومن نہیں، فرمایا جس شخص سے اس کا پڑوسی کسی قسم کا خطرہ محسوس کرتا ہو اور اس سے خوفزدہ رہتا ہو۔ (بخاری ومسلم)

● — فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص سے اس کا پڑوسی برائی کا خدشہ محسوس کرتا ہوگا وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (طبرانی)

● — ایک موقعہ پر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ یہ بتاؤ، زنا کرنا کیسا ہے؟ عرض کرنے لگے کہ قیامت تک کے لئے حرام ہے۔ تو آپ نے فرمایا دور کی دس عورتوں سے زنا کرنے کے مقابلہ میں پڑوس کی ایک عورت سے زنا کرنا زیادہ شدید جرم ہے۔

(احمد طبرانی)

● — ایک موقعہ پر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص نے اپنے پڑوسی کو تکلیف دی اس نے مجھ کو تکلیف دی۔ اور جس نے پڑوسی سے لڑائی جھگڑا کیا تو گویا اس نے میرے ساتھ اور خدا کے ساتھ لڑائی جھگڑا کیا (ابن حبان)

حضرات غور فرمائیے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنے والے کا کیا حشر ہوگا

اللّٰھم لا تجعلنا منھم

● فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھنا قیامت کے روز خدائی عدالت میں دو قسم کے لوگوں کا پہلے پہل مقدمہ پیش ہوگا۔ ان میں وہ دو پڑوسی بھی ہوں گے۔ جن کا آپس میں جھگڑا رہتا تھا۔

(احمد طبرانی)

لہٰذا خدارا اپنا جھگڑا یہیں ختم کر لیجئے خدائی عدالت کا فیصلہ سننے کی کس میں تاب ہے۔

● — ایک موقعہ پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی فرمایا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے پڑوسی کے بارے میں اتنی وصیت کی، اتنی وصیت کی کہ مجھے محسوس ہونے لگا کہ آئندہ چل کر کہیں اس کو میراث میں بھی حصہ دار بنا دیا جائے۔ (بخاری ومسلم)

● — فرمایا رسول خدا نے کہ انسان کی نیک بختی کی چار علامتیں ہیں:

(۱) اس کی بیوی نیک ہو۔
(۲) اس کا مکان وسیع ہو۔
(۳) پڑوسی نیک ہو۔
(۴) سواری عمدہ ہو۔

بدبختی کی بھی چار علامتیں ہیں:

(۱) پڑوسی برا ہو۔
(۲) بیوی بد اخلاق ہو۔
(۳) سواری بہتر نہ ہو۔
(۴) مکان تنگ ہو۔ (ابن حبان)

الحاصل

محترم حضرات و بچو! غور فرمائیے کہ پڑوسیوں کے حقوق میں حضور پرنورؐ نے کتنی ہی تاکید فرمائی کہ پڑوسی سے جھگڑنا گویا میرے ساتھ اور خدا کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنا ہے آپ اس باطل خیالات سے آج ہی توبہ کریں اور ہمسایہ سے حسن سلوک کریں تاکہ اللہ تعالےٰ راضی ہو جائے۔ آمین۔

آخر میں خداوند قدوس سے بدست دعا ہوں کہ وہ اسے مسلمانوں کے لئے باعث استقامت اور غیر مسلموں کیلئے باعث ہدایت۔ اور بندہ کے لئے ذریعہ نجات ہو۔

۱۶ اگست ۱۹۶۸ء

۲۰

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۶-۸۱ ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۴۹/۳۹ ۶۷۶۹-۲-۹ DD مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر GM۲/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	۱۱—۰۰
″ ششماہی	۶—۰۰
″ سہ ماہی	۳—۰۰
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	۴۲—۰۰
″ بحری ڈاک ″	۱۱—۰۰
″ ہوائی ڈاک ششماہی	۲۱—۰۰
″ بحری ″	۶—۰۰
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۷۳—۴۰
″ بحری	۱۸—۸۰

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ مینیجر ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاکخانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔
(سرکولیشن مینیجر)

انجمن خدام الدین لاہور کی طرف سے شائع شدہ

قرآن عزیز

تجشیۂ جدیدہ

دیدہ زیب — رنگین

عکسی طباعت سے مزیّن

مرتبہ حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم و بیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنتِ شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

ھدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۹/- روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

ملنے کا پتہ: ناظم شعبۂ تالیف و اشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

ملفوظاتِ طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ: محمد عثمان غنی بی اے

ہدیہ رعایتی ۲/۲۵ - محصول ڈاک ایک روپیہ
کل ۳/۲۵ روپے
بذریعہ منی آرڈر پیشگی آنے پر ارسال خدمت ہوگی

ملنے کا پتہ
دفتر انجمن خدام الدین، شیرانوالہ دروازہ لاہور

... مطبع ... باہتمام عبید اللہ انور ... چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا